رامبو سیریز کی تیسری فلم کا اردو ترجمہ
رامبو 3
مترجم: منظر امام
JASOOSI NASHIST
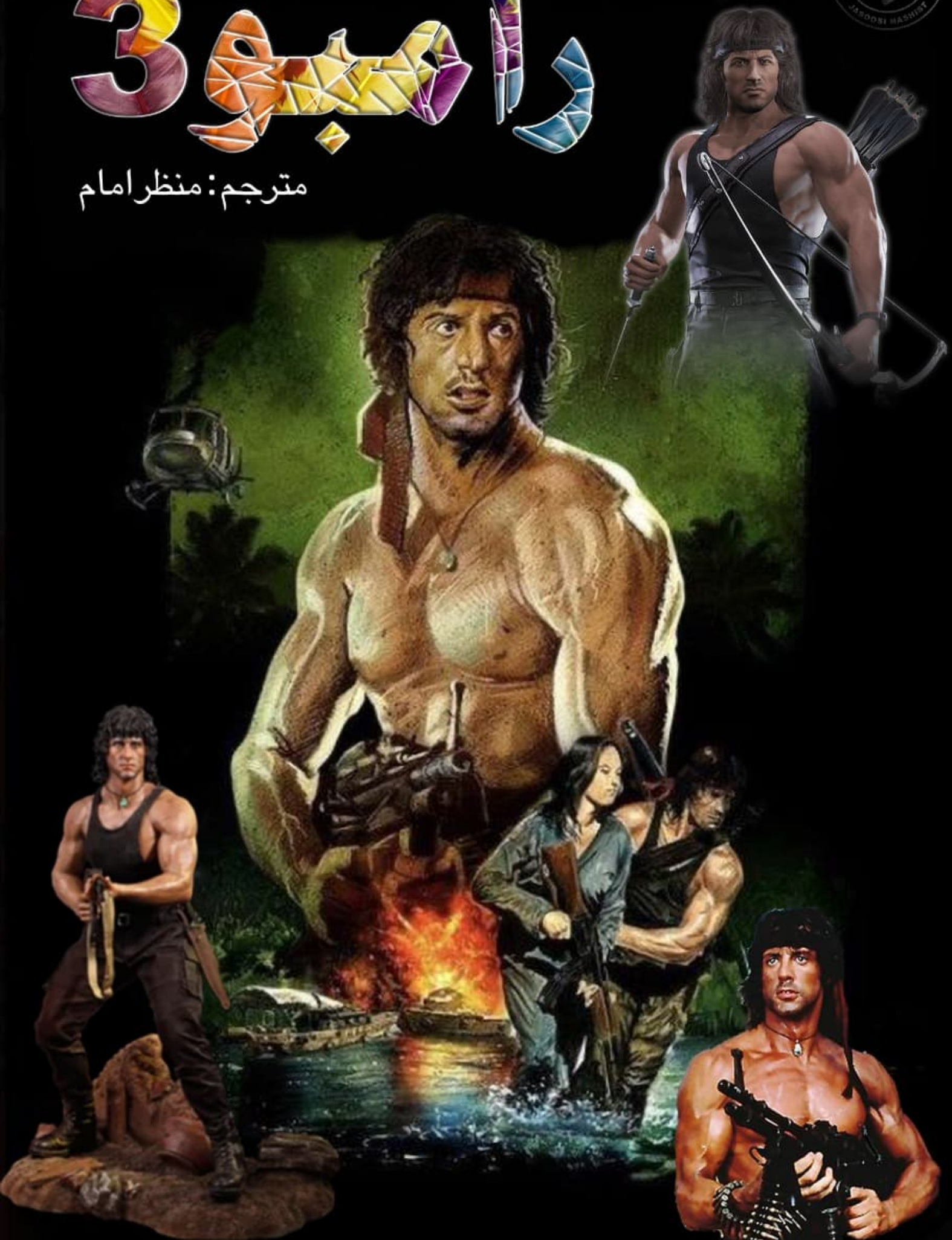
RAMBO III

ویڈیو کیسٹ پر فلم دیکھنے سے پہلے اس فلم کی مکمل کہانی ایڈوینچر میں پڑھنا نہ بھولیں

رامبو کے ہاتھ کپکپا رہے تھے اس کے ہاتھ میں ایک معصوم بچی کی تصویر تھی جس کی ایک ٹانگ زخموں سے چور چور تھی اور ایک بازو ادھڑا ہوا تھا یہ روسی جیالوں کا ایک ادنیٰ سا کارنامہ تھا۔ رامبو اس تصویر کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے ظلم کرنے والوں کی بزدلانہ حرکت پر غصہ آنے لگا۔ آخر اس معصوم نے ان درندوں کا کیا بگاڑا تھا رامبو نے اس تصویر پر نگاہیں جما دیں۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس تصویر کی اُدھڑی ہوئی لڑکی اس سے کچھ کہہ رہی ہے۔ اس سے اِلتجا کر رہی ہے۔ اس سے سوال کر رہی ہے۔؟ رامبو کیا قدرت نے تمہیں اتنا بے بس بنا دیا ہے کہ تم مظلوموں کی مدد بھی نہ کر سکو؟ کیا تم خوفزدہ ہو؟ — اگر تمہیں اپنی شجاعت پر ناز ہے تو یہ غلط ہے — بہادری اور شجاعت کے مظاہرے دیکھنے ہیں تو افغانستان جا کر دیکھو جہاں بڑوں کا تو ذکر ہی کیا معصوم اور بھولے بھالے بچے کتابوں کی جگہ بندوقیں اٹھائے ہوئے اپنی ناموس اور بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ایک ظالم اور خونی درندے سے برسر پیکار ہیں — رامبو کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگیں وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔
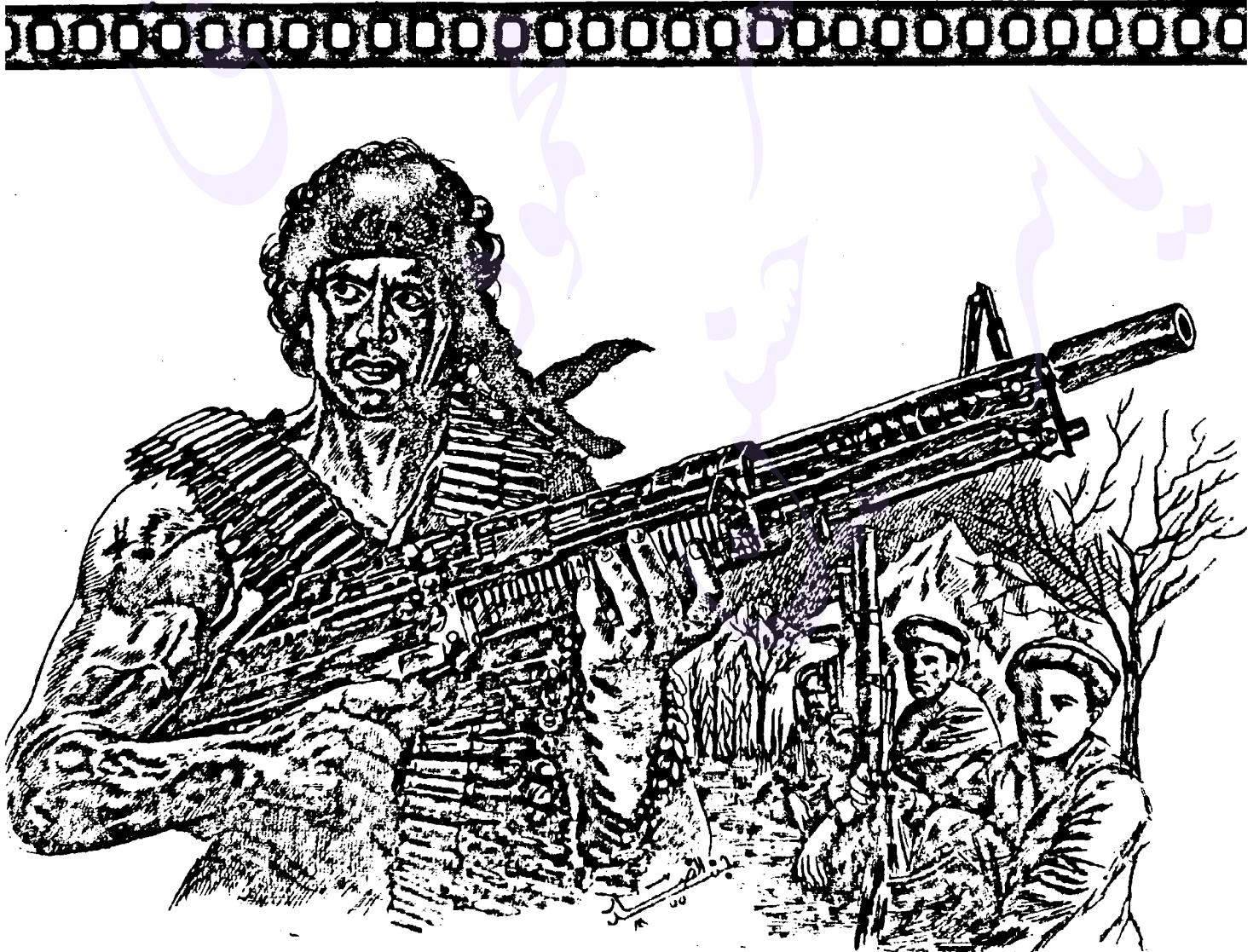
رامبو ——— وہ کردار جو امر ہو گیا

- سرزمینِ افغانستان میں جنم لینے والی ایک ایسی خونچکاں داستان جس نے ساری دنیا میں تہلکہ مچا دیا
- ایڈونچر اور ایکشن سے بھرپور جہاں رامبو کی ایسی ہنگامہ پرور فلم جسے دیکھ کر گورباچوف اپنے غصے پر قابو نہ رکھ سکا۔
- ایک مبصر نے کہا کہ یہ فلم امریکہ اور روس کے تعلقات میں ایک خلیج پیدا کر دے گی۔
- افغان مجاہدین کے ایک سردار نے کہا کہ معصوم اور بیگناہ افغان مجاہدین پر جو روسیوں نے مظالم ڈھائے ہیں یہ فلم اس کی صحیح عکاسی کرتی ہے۔
- رامبو جو بہت کم عرصہ میں کامیابیوں کی بلندی کو چھونے لگا دنیا کی تمام ایکشن فلمیں اس کے آگے ماند پڑ گئیں۔

وہ جس کے مد مقابل آیا اس کی زندگی کے لمحے کم ہو گئے۔ وہی بہادر بری قوی رامبو جو خود کو سینکڑوں پر بھاری ثابت کرتا چلا آیا ہے اسی رامبو کی ایک نئی متحیر کن دل کی دھڑکنیں تیز کر دینے والی ایک ایسی فلمی داستان جسے آپ مدتوں فراموش نہ کر سکیں گے۔

وہ ایک تند خو اور قوی ہیکل آدمی تھا جو جان رامبو سے لڑ رہا تھا۔

ان کے چاروں طرف مقامی لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ یہ لوگ مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے جو اپنے چہروں ہی سے زمانے بھر کے ستائے ہوئے دکھائی دیتے۔ یہ جگہ ہنکاک میں تھی اور تماشہ دیکھنے والے وہ لوگ تھے جنہوں نے مقامی طرز کے لباس پہن رکھے تھے۔ ان کے سروں پر تنکوں سے بنے ہوئے ہیٹ تھے جن کے چھجے آگے کو جھکے ہوئے تھے۔ بہت سوں نے اپنے منہ میں تمباکو کی پوٹلی دبا رکھی تھی جوان لوگوں کے لیے سرور بخش تھی۔ یہ لوگ رامبو اور اس قوی ہیکل کی جنگ دیکھنے کے دوران زمین پر تھوکتے بھی جا رہے تھے۔

یہ جنگ بس یوں ہی چھڑ گئی تھی۔ طے یہ پایا تھا کہ جو اس جنگ میں جیت جائے گا اسے ایک ہزار بھات انعام دیئے جائیں گے۔ جان رامبو اس جنگ کے لیے تیار نہیں تھا لیکن وہ تند خو جس کا مقامی نام کروانتا تھا اس کے پیچھے ہی پڑ گیا تھا۔ اس نے سب سے پہلے رامبو پر حملہ کیا تھا۔ اس کا گھونسا اتنا طاقتور تھا کہ رامبو کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ پھر اس شخص کی ٹھوکر رامبو کے سینے پر پڑی اور وہ ایک طرف الٹ گیا۔ تماشہ دیکھنے والوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ کروانتا نے گرے ہوئے رامبو پر جست لگا دی لیکن وہ ایک طرف کروٹ بدل گیا۔ کروانتا زمین پر گرا تھا۔ اس کے گرتے ہی رامبو پھرتی سے کھڑا ہوا اور اس نے کروانتا کی پسلی پر ایک ضرب رسید کر دی۔ وہ ایک طرف لڑھک گیا لیکن اس نے کھڑا ہونے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ کھڑا ہوتے ہی وہ رامبو پر جھپٹ پڑا اور ان دونوں کے درمیان خون خوار جنگ چھڑ گئی۔ رامبو نے اس کا وار اپنی کلائی پر روکا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر ایک ضرب رسید کر دی۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ رامبو نے دوسرا وار اس کے سینے پر کیا تھا۔ وہ ایک دفعہ پھر گر پڑا۔ رامبو نے اس کی طرف جھپٹنا چاہا لیکن اتنی دیر میں اس شخص نے ایک ہتھیار اٹھا لیا۔ یہ لوہے سے بنا ہوا تیز دھار ہتھیار تھا جس کے سرے کو گول کر دیا گیا تھا تاکہ کاٹنے کے ساتھ ساتھ اس ہتھیار سے ضرب بھی لگائی جا سکے۔

مجمع اب دم بخود ہو کر یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ لوگوں کو معلوم تھا کہ کروانتا جب جوش میں آتا ہے تو اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ پھر یہ نہیں دیکھتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کو اب رامبو کی موت یقینی نظر آ رہی تھی لیکن یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی کہ رامبو نے نہ صرف اس کا وار خالی جانے دیا تھا بلکہ وہ ہتھیار بھی اس سے چھین لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھل سکتا رامبو اسے گرا چکا تھا۔ مجمعے نے سانسیں روک لیں۔

وہ سب اب کروانتا کی موت کے منتظر تھے۔ رامبو ہتھیار ہاتھ میں لیے آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے قریب پہنچ کر اچانک رامبو نے ہتھیار ایک طرف پھینک کر اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ کروانتا ناقابل یقین نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے رامبو کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔ یہ جنگ ختم ہو چکی تھی۔

جان رامبو پروفیسر ٹپرنٹن سے واپسی کے بعد خود کو بہت مطمئن محسوس کر رہا تھا۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اس نے اس مہم میں کامیابی حاصل کی تھی۔ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بہت حد تک خون خرابے سے دور رہا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے اپنی جسمانی قوت سے زیادہ اپنی ذہنی صلاحیتوں کا استعمال کیا تھا۔ وہ چاہتا بھی یہی تھا لیکن اس کے باوجود اس کے اپنے ملک کے لوگ اسے عفریت کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ وہ اس کا راستہ کاٹنے کی کوشش کرتے۔ رامبو کی دلی خواہش تھی کہ اسے بھی ایک عام شہری ہی سمجھا جائے لیکن لوگ اسے یہ درجہ دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اس کے ریکارڈ میں یہ واضح طور پر یہ تحریر تھا کہ وہ ایک ایسا وحشی اور تند خو انسان ہے جس نے امریکہ کے ایک پورے شہر کو تباہ کر دیا تھا۔

حالانکہ اس تباہی کا ذمے دار وہ خود نہیں تھا۔ وہ تو کسی عام انسان کی طرح روزگار کی تلاش میں اس شہر میں داخل ہوا تھا۔ جہاں شیرف نے اس کی زندگی عذاب کر دی تھی۔ جس کا انجام اس شہر کی بربادی کی صورت میں سامنے آیا تھا۔ وہ آج تک یہ سمجھنے سے قاصر رہا تھا کہ اس کا قصور کیا تھا۔ وہ تو اس چھوٹے سے پُرسکون شہر میں سکون کے کچھ دن گزارنا چاہتا تھا کہ ویت نام کی تلخ یادیں فراموش کر سکے لیکن وہ یادیں کیا فراموش ہوتیں وہاں اسے مزید تلخ حقیقتوں کا سامنا کرنا پڑ گیا تھا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ جہاں جاتا ہے وہاں زندگی اس کے لیے اتنی سخت کیوں ہو جاتی ہے۔ وہ تو کسی کا نقصان نہیں چاہتا۔ اپنی مرضی سے زندہ رہنے کا خواہش مند ہے۔ برستی ہوئی آگ اور بارود سے اسے اب وحشت ہونے لگی تھی۔ شہر والے واقعے کے بعد اسے جیل بھیج دیا گیا تھا جہاں آزادی نہ ہونے کے باوجود اس نے خود کو مطمئن اور پُرسکون محسوس کیا تھا۔ یہاں کوئی اس کی راہ روکنے کے لیے نہیں آتا تھا۔ اس کے قیدی ساتھی اس کی تواہین نہیں کرتے تھے۔ وہ اسے بھی اپنے جیسا انسان سمجھتے تھے۔ بارود کا ڈھیر نہیں۔ وہ جانتا تھا کہ اسے سزائے موت دے دی جائے گی۔ پھر بھی وہ خوف زدہ نہیں تھا۔ لیکن ہوا یہ کہ اسے دوبارہ آگ اور بارود کے درمیان دھکیل دیا گیا۔ وہاں ایک خاص پالیسی کے تحت اسے بے سہارا چھوڑ دیا گیا۔ یہ اور بات تھی کہ وہ مار دھاڑ کرتا ہوا خون کی بارش برساتا ہوا دشمنوں کے

نرغے سے نکل آیا تھا۔

ویت نام سے واپسی کے بعد اسے نہ صرف معاف کر دیا گیا بلکہ اچھی خاصی رقم کی بھی پیش کش کی گئی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس کے لیے یہی بہت تھا کہ اسے جیل نہیں بھیجا گیا۔ اس کا محاسبہ نہیں کیا گیا۔ اسے اس بات کی اجازت دے دی گئی کہ وہ اپنی مرضی سے زندگی گزار سکتا ہے۔ جہاں بھی چاہے جا سکتا ہے، جو بھی چاہے کر سکتا ہے۔ وہ ان لوگوں کا شکریہ ادا کر کے روانہ ہوا اور ایک گیراج میں نوکری کر لی۔ کچھ ہی دنوں کے بعد اسے دوبارہ ملک و قوم کے نام پر مشرق بعید بھیج دیا گیا۔ یہ اور بات تھی کہ اس آپریشن میں وہ خون کی ہولی کھیلنے سے دور رہا اور اس لیے وہ اس مہم سے قدرے مطمئن سا تھا۔

لیکن وہ جانتا تھا کہ اُسے پھر کسی وقت دوبارہ بارود کے سمندر میں دھکیل دیا جائے گا۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں انسانوں کا گزر نہ ہو۔ انسان اپنے ساتھ تباہی اور بربادی لے کر چلتا ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ زندہ رہنے کے لیے انسانوں ہی کے درمیان رہنا پڑتا ہے۔

بنکاک ایک ایسی جگہ تھی جہاں اُسے لوگوں میں محبت دکھائی دی۔ وہ ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے۔ یہ بات رامبو کو بھا گئی اور اس نے بنکاک میں رہائش اختیار کر لی۔ وہ ایک تعمیراتی کمپنی میں بحیثیت بڑھئی کے ملازم ہو گیا تھا۔ اسے دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی رامبو ہے جو پورے ایک شہر کو تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن آج کرونا نتا اس سے زبردستی جنگ کرنے لگا تھا۔ اور رامبو نے اس پر اپنی برتری ثابت کر دی تھی۔ بہرحال یہ جنگ ختم ہو چکی تھی۔

—●—

رامبو نے اپنا انعام حاصل کیا اور کشتی کے ذریعے اپنے ٹھکانے کی طرف چل پڑا۔

لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ کرنل اسٹاوٹ اس کا سراغ لگاتا ہوا یہاں تک پہنچ چکا ہے۔ کرنل کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ رامبو اس وقت ایک مقامی شخص سے جنگ کر رہا ہے لیکن جس وقت وہ وہاں پہنچا رامبو اس وقت کشتی میں بیٹھ کر روانہ ہو چکا تھا۔ لیکن کرنل کے لیے فکر کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس نے رامبو کا سراغ لگا لیا تھا اور وہ دوسری صبح اسے پکڑ سکتا تھا۔

کرنل دوسری صبح جب رامبو کے پاس پہنچا۔ رامبو اس وقت ایک بلند عمارت پر بیٹھا ہوا ٹھوک پیٹ کر رہا تھا۔ اس نے صرف ایک پتلون پہن رکھی تھی۔ اس کا خوبصورت اور ٹھوس جسم پسینے سے نہایا ہوا تھا۔ وہ اس وقت کسی یونانی دیوتا کی طرح طاقتور اور وجیہہ دکھائی دے رہا تھا۔ کرنل نے گاڑی سے اترتے ہی رامبو کو دیکھ لیا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ کرنل نے انہیں اشارے سے رامبو کو دکھایا اور وہ سب کے سب رامبو کی طرف دیکھنے لگے۔ کرنل کو رامبو پہ فخر کا احساس ہوا کرتا تھا۔

"ہے رامبو!" کرنل نے کچھ دیر تک دیکھتے رہنے کے بعد آواز دی۔

"ہے رامبو!" کرنل نے اس دفعہ بلند آواز میں رامبو کو پکارا۔

اس کی دوسری آواز رامبو نے سن لی۔ اس نے حیرت سے زمین کی طرف دیکھا۔ کرنل اسٹاوٹ اپنی گردن اٹھائے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پوری دنیا میں یہ واحد شخص تھا جس کے سامنے رامبو خود کو بے بس محسوس کرنے لگتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کرنل نے اس سے محبت کی تھی۔ شفقتیں دی تھیں اور رامبو جیسا آدمی اپنے محبت کرنے والے کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کرنل کو دیکھتے ہی اس کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں لیکن وہ نیچے اترنے اور کرنل کے پاس جانے کے لیے مجبور تھا۔ کرنل کی جگہ کوئی اور ہوتا تو رامبو اسے نظر انداز کر دیتا لیکن کرنل کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر زمین میں کھمبے کی طرح گڑے ہوئے بانس کو پکڑا اور تیزی سے پھسلتے ہوئے نیچے آ گیا۔ کچھ ہی دیر کے بعد وہ کرنل کے سامنے تھا۔

"کیا آپ لوگ میری نگرانی کر رہے ہیں؟" رامبو نے ناخوشگوار لہجے میں پوچھا۔

"ہم نے کل شام تمہیں دیکھا تھا۔ تم جس وقت کشتی لڑ رہے تھے۔" کرنل اس کے لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

"ہاں کبھی کبھی میں کشتی لڑنے چلا جاتا ہوں۔ یہ میری آمدنی کا بھی ذریعہ ہے۔"

"ہم نے تمہیں انعام بھی وصول کرتے ہوئے دیکھا تھا... بہرحال اس وقت ہم تمہارے پاس ایک خاص مقصد سے آئے ہیں۔"

"ظاہر ہے رامبو کا اور مصرف ہی کیا رہ گیا ہے۔" رامبو کا لہجہ ابھی تک تلخ تھا۔ "یہ آپ کے ساتھ کون ہے؟" اس نے قدرے فاصلے پر کھڑے ہوئے ایک آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"باب ادھر آؤ..." کرنل نے اپنے ساتھی کو آواز دی۔

وہ آدمی ان دونوں کے قریب آ گیا۔

"یہ ہیں جان رامبو اور یہ ہیں باب۔ ایف بی آئی کے فیلڈ آفیسر۔" کرنل نے دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کروایا۔

"مجھے تم سے مل کر خوشی ہوئی جان رامبو۔ میں تمہارے پاس ایک خاص مشن لے کر آیا ہوں۔"

باب نے رامبو سے اپنا مدعا بیان کیا لیکن رامبو کے چہرے کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ وہ بڑی لاتعلقی سے باب

اور کرنل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد باب نے اپنی گفتگو کا سلسلہ پھر سے شروع کیا۔

"صورتحال یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے روسیوں نے افغانستان پر قبضہ کر لیا ہے۔ پوری دنیا اس سے واقف ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیس لاکھ افغانیوں کو ملک بدر ہونا پڑا ہے جس میں اکثریت امن پسند شہریوں کی ہے۔ اس میں کسان بھی ہیں، مزدور بھی، طالب علم بھی ہیں استاد بھی، عورتیں بھی بچے بھی۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے روسیوں کے خوف سے اپنا ملک چھوڑ دیا ہے لیکن ان کے علاوہ افغانیوں کی ایک کثیر تعداد ایسی بھی ہے جس نے روسیوں اور وہاں کی انتظامیہ کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے۔ وہ ہر حال میں اپنی آزادی برقرار رکھنا چاہتے ہیں لیکن ان کے ساتھ سب سے بڑی دشواری یہ ہے کہ وہ نہ تو فوجی ہیں اور نہ انہیں جنگ کا تجربہ ہے۔ وہ تو عام شہری ہیں جو اپنے ملک میں امن و سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے کہ انہیں خواہ مخواہ جنگ میں دھکیل دیا گیا۔"

باب نے خاموش ہو کر رامبو کی طرف دیکھا۔ اب اس کے چہرے کے تاثرات میں تبدیلی آنے لگی تھی۔ وہ بڑے دھیان سے باب کی باتیں سن رہا تھا۔ باب نے ایک تصویر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس تصویر کو غور سے دیکھو۔ ان مظلوموں کی ہلکی سی جھلک تمہیں اس تصویر میں نظر آئے گی۔ افغان مجاہدین بڑی بہادری کے ساتھ روسیوں کے مدِمقابل ڈٹ گئے ہیں لیکن ان کے پاس پرانے اور روایتی اسلحے ہیں جو کہ اس بڑی جنگ کیلیے ناموزوں ہیں۔ دوسری طرف روسیوں کے پاس جدید ترین اسلحے کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ روسیوں نے اب مجاہدین کے خلاف کیمیکل بھی استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں جو مجاہدین کو نہ صرف بھاری نقصان پہنچا رہے ہیں بلکہ ان کی وجہ سے روسیوں کو کامیابیاں بھی ملنے لگی ہیں۔ ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے اپنی حکومت کی پالیسی کے تحت ایف بی آئی نے اپنا ایک ایجنٹ ان مجاہدین کیساتھ کر دیا تھا تاکہ وہ انہیں منظم طور پر گوریلا جنگ کی نہ صرف تربیت دے بلکہ عملی میدان میں بھی انکی رہنمائی کرے۔ اس ایجنٹ کو بھیجنے کے علاوہ ایف بی آئی نے مجاہدین کو میزائل بھی مہیا کئے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان میزائلوں کو سرحد سے پچاس میل کے اندر رکھا جائے۔"

"لیکن نہ جانے کیسے اس علاقے کے روسی کمانڈر کو ان میزائلوں کی اطلاع مل گئی۔ اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا کوئی ایجنٹ اس علاقے میں جا کر مزید تحقیق کرے کہ وہاں کیا کیا دشواریاں پیش آ رہی ہیں تاکہ اس کے مطابق ہم اپنی پلاننگ کر سکیں۔"

"لیکن ان سب باتوں سے میرا کیا تعلق ؟" رامبو نے باب کے خاموش ہوتے ہی سوال کیا۔

"ہم چاہتے ہیں کہ تم اس معاملے میں ہماری مدد کرو۔" باب کی نگاہیں ابھی تک رامبو کے چہرے پر جمی تھیں۔

"اس کے لیئے آپ لوگ مجھے معاف کریں۔" رامبو نے باب کی التجا آمیز نگاہوں کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "میں آگ اور خون سے اب دور رہنا چاہتا ہوں۔ میں یہاں بہت سکون کی زندگی گزار رہا ہوں۔ آخر آپ لوگ مجھے زندہ کیوں نہیں رہنے دیتے؟"

اس جواب کے بعد رامبو اپنے استاد کرنل اسٹاوٹ کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ ہمیشہ اس کے سامنے کمزور پڑ جاتا تھا۔ اسی لیے اس سے پہلے کہ کرنل اُسے مخاطب کرتا وہ تیزی سے مڑا اور زیر تعمیر عمارت میں داخل ہو گیا۔ یہ لوگ پھر اُسے آگ اور بارود کے سمندر میں دھکیل دینا چاہتے تھے۔ اس کی شخصیت کو کچل دینا چاہتے تھے۔ آخر یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے کہ وہ بھی انسان ہے۔ احساسات سے خالی نہیں ہے۔ وہ بھی جنگ اور خون سے دوسروں کی طرح فرار چاہتا ہے۔ باب کی دی ہوئی تصویر ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے ابھی تک تصویر کو دیکھا نہیں تھا۔

لیکن وہ دونوں بھی اتنی جلدی پیچھے ہٹنے پر آمادہ نہیں تھے۔ اس لیے رامبو کے ساتھ وہ دونوں بھی اس عمارت میں داخل ہو گئے۔ کرنل نے پھر اسے مخاطب کیا۔

"جان میں جانتا ہوں کہ تم ایک عظیم سپاہی ہو۔ کیونکہ تم نے میرے ساتھ بہت وقت گزارا ہے۔ میں تمہیں بتاؤں جان کہ اس دفعہ کا مشن بہت اہم ہے۔ یہ نہ صرف قومی نوعیت کا ہے بلکہ انسانی نوعیت کا ہے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ اس مشن کی تکمیل کے لیے تم ہمارا ساتھ دو۔"

"معاف کرنا کرنل میں اب مزید آپ لوگوں کے اس خونی کھیل میں شریک نہیں ہو سکتا۔"

"جان تم میری باتوں کو سمجھنے کی کوشش تو کرو۔"

"کیا آپ لوگوں نے میرے احساسات کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ آپ خود سوچیں کہ آپ لوگوں نے مجھے کیا سے کیا بنا دیا ہے؟" رامبو کا لہجہ بہت تلخ تھا۔ "میں آپ لوگوں کی مہربانی سے انسان کہاں رہا۔ میں تو ایک وحشی درندہ بن کر رہ گیا ہوں۔۔۔"

"جان، میری باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس دفعہ تمہیں جو مشن دیا جا رہا ہے، وہ کسی ایک قوم کے مفاد میں نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق پوری انسانیت سے ہے۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ اور کہوں، میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تمہیں یاد دلاتا چلوں کہ ہم دونوں ایک جیسے ہیں۔ ہم نے ایک ساتھ بہت وقت گزارا ہے۔ اسی لیے میں تم سے الگ نہیں ہوں۔ تم جیسا ہوں تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہارے احساسات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ ہم

تمہارے احساسات سے اچھی طرح واقف ہیں لیکن یہ بات یاد رکھو کہ ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ چاہے وہ کسی کی بھی ذات ہو۔ اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم ایک بار پھر قومی ہیرو بن جاؤ۔"

"نہیں، اب یہ کام میں اور نہیں کر سکتا۔ میں تنگ آچکا ہوں۔"

"میری بات غور سے سنو جان۔ تم کوئی پتھر کا مجسمہ نہیں ہو جو اپنے ارد گرد کے ماحول سے متاثر نہ ہوتا ہو۔ تمہیں متاثر ہونا پڑے گا جان کیونکہ تمہارے سینے میں بھی دھڑکتا ہوا دل ہے تمہارا کہنا ہے کہ تمہیں فائرنگ مشین بنا دیا گیا ہے جو صرف آگ برساتی ہے لیکن تمہیں مخبر ہے جان کہ یہ مشین فروخت ہونے والی نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ ظالم ہے۔ اس کے منہ سے آگ اس وقت برستی ہے جب ملک و قوم کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے۔ میں اس پر شرمندہ نہیں ہوں جان اور نہ تمہیں شرمندہ ہونا چاہیے۔ اس تصویر کو غور سے دیکھو۔ یہ تم سے کچھ کہہ رہی ہے۔ ٹھنڈے ذہن سے سوچو کہ اس وقت تمہارا کیا فرض بنتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ مجھے تم مایوس نہیں کرو گے۔ اب میں چلتا ہوں۔ تم اپنے جواب سے مطلع کر دینا۔"

اپنے جملے کے اختتام پر کرنل زیر تعمیر مکان سے روانہ ہوگیا۔ اس نے پلٹ کر رامبو کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ رامبو بے حسی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ اس کی برف ضرور پگھلے گی پہلے بھی ایسا ہوا تھا۔ رامبو نے انکار کر دیا تھا پھر ساتھ دینے کے لیے تیار ہوگیا تھا۔ اس لیے اس بار بھی کرنل نے اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

کرنل تو جا چکا تھا لیکن رامبو کے دل میں آگ لگ چکی تھی۔ اس نے کتنی مشکلوں سے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کی تھیں۔ اگر اس کے جاننے والے اس کو موجودہ حال میں دیکھ لیتے تو دنگ رہ جاتے۔ اس نے اپنے اندر کے وحشی اور تندخو رامبو کو ہلاک کر دیا تھا۔ اب وہ بڑی بڑی باتوں کو بھی نظر انداز کر دیتا تھا۔ گو کہ پہلے بھی اس کے اندر مروت بھری ہوئی تھی لیکن فوج کی تربیت اور ویت نام کی قید کی مشقت نے اس مروت کو کھرچ کر پھینک دیا تھا۔ اس نے بڑی مشکلوں سے اپنے اندر پوشیدہ نرم فطرت رامبو کو بیدار کیا تھا۔ لیکن آج کرنل پھر اس کے سامنے درخواست بن کر آگیا تھا۔ وہ رامبو کو اس موڑ پر لے جانا چاہتا تھا جہاں سے آگ اور خون کے سمندر کی طرف راستے جاتے تھے۔ خون آشام کھیل کا دوبارہ آغاز ہونے والا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ لوگ اُسے انسان کی بجائے بھیڑیا بنانے پر کیوں تلے رہتے ہیں؟

پھر اس نے اچانک اپنے ہاتھ میں دبی ہوئی وہ تصویر دیکھ لی جو باپ مے اسے دی تھی۔ اس کو دیکھتے ہی اس کا فیصلہ متزلزل ہونے لگا۔ گو کہ اس وقت سورج ڈوب چکا تھا۔ لیکن اس زیر تعمیر عمارت میں اتنی روشنی ضرور تھی کہ اس تصویر کو واضح طور پر دیکھ سکے۔

وہ ایک معذور لڑکی کی تصویر تھی۔ جس کی ایک ٹانگ زخمی تھی اور ایک بازو اُکھڑا ہوا تھا۔ یہ تصویر بتا رہی تھی کہ یہ لڑکی روسیوں کے مظالم کا شکار ہوئی ہے۔ رامبو پہلی دفعہ اس تصویر کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے ظلم کرنے والوں کی بہیمانہ حرکت پر غصہ آنے لگا۔ آخر اس معصوم نے ان درندوں کا کیا بگاڑا ہے؟ اس بے چاری کو تو یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ آزادی یا غلامی میں کیا فرق ہے۔ وہ تو ابھی یہ بھی سوچنے سے قاصر تھی۔ اگر افغانیوں کی جگہ اس کے ملک پر روسیوں کی حکومت ہوگئی تو اس سے کیا فرق ہوگا۔ رامبو اس تصویر کو دیکھ کر سوچتا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں پرانی یادیں تصویروں کی طرح گردش کرنے لگی تھیں۔ اس نے بھی اپنی زندگی میں بے پناہ تباہیاں مچائی تھیں لیکن کسی معصوم پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔ اس کی جنگ ظالموں اور درندوں کے خلاف ہو کرتی تھی۔ یہ تصویر اُسے ایک بار پھر بھڑکانے لگی تھی۔

اس نے تصویر پر نگاہیں جما دیں۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس تصویر کی معذور لڑکی اس سے کچھ کہہ رہی ہے۔ اس سے التجا کر رہی ہے کہ رامبو کیا تمہیں قدرت نے بے پناہ صلاحیتوں کا مالک اس لیے بنایا تھا کہ تم کسی مظلوم اور بے سہارا کی مدد نہ کر سکو۔ کیا تم خوف زدہ ہو۔ اگر تمہیں اپنی شجاعت پر ناز ہے تو یہ غلط ہے۔ اگر تمہیں بہادری اور شجاعت کے مظاہرے دیکھنے ہیں۔ تو افغانستان جا کر دیکھو۔ وہاں کی وادی کا چپہ چپہ تمہیں اپنے بہادروں کی شجاعت کی داستان سنائے گا۔ جہاں معصوم اور بھولے بھالے بچے اسکول کی کتابیں چھوڑ کر اپنی روایتی پرانی بندوقوں کے سہارے اپنے ملک کی عظمت کا پرچم بلند رکھنے میں اپنے بزرگوں کے شانہ بہ شانہ روسیوں سے برسرپیکار ہیں۔ ان کے ہتھیار پرانے اور دقیانوسی ہیں تو کیا ہوا۔ ان کے حوصلے تو جوان ہیں۔ آؤ رامبو ہم تمہیں دکھاتے ہیں کہ اپنے لیے تو سب زندہ رہتے ہیں۔ لیکن دوسروں کے لیے زندہ رہنا کسے کہا جاتا ہے۔

رامبو کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔ وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوگیا۔ اس نے ایک غیر متزلزل فیصلہ کر لیا تھا۔ اس فیصلے میں کرنل کا دخل نہیں تھا۔ یہ فیصلہ اس معصوم بچی کی خاموشی نے کرایا تھا۔ اس فیصلے کے ساتھ ہی وہ پُرسکون ہوگیا۔ اب اُسے کوئی پشیمانی نہیں تھی۔ کوئی کرب نہیں تھا۔

☙

افغانستان کی ایک وادی میں چند جیپوں کا قافلہ بڑی خاموشی سے رواں دواں تھا۔

یہ وادی افغانستان اور پاکستان کی سرحدوں سے زیادہ

دور نہیں تھی۔ رات کا وقت تھا اس کے باوجود ہر جیپ کی روشنی بجھی ہوئی تھی۔ ان جیپوں میں سوائے ایک کے باقی سب مجاہدین تھے۔ وہ شخص مجاہدین میں سے نہیں تھا۔ پھر بھی وہ اس پورے قافلے کو کمانڈ کر رہا تھا۔ وہ کمانڈر تھا ایف بی آئی کا وہ ایجنٹ جسے ایف بی آئی نے مجاہدین کو جدید ترین ٹریننگ دینے اور جدید ہتھیاروں کے استعمال کے طریقے سکھانے کے لیے روانہ کیا تھا۔ ان ہتھیاروں میں وہ میزائل بھی تھا جس کے لیے یہ شرط عائد کی گئی تھی کہ یہ میزائل سرحد سے پچاس میل کے اندر رکھے جائیں۔ امریکہ کو یہ خدشہ تھا کہ اگر یہ میزائل سرحد سے دور دراز کے علاقے میں لے جائے گئے تو ہوسکتا ہے یہ روسیوں کے ہاتھ لگ جائیں۔ چونکہ سرحد سے پچاس میل دور تک کا علاقہ ابھی مکمل طور پر مجاہدین کے قبضے میں تھا۔ اسلیئے اس علاقے کو محفوظ خیال کرتے ہوئے امریکہ نے یہ پابندی عائد کردی تھی۔

ان علاقوں میں روسی فوج اپنی سرتوڑ کوشش کے باوجود کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکی تھی۔ اب روسیوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ وہ کسی وقت بھی اپنے ہوائی جہازوں یا گن شپ سے ان علاقوں پر حملہ کرتے اور دیکھتے ہی دیکھتے بستیوں کو ویران کردیتے ان کارروائیوں سے انہوں نے ابھی تک ان علاقوں میں فوجی اہمیت کا کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا تھا یہ حملے صرف مجاہدین کے حوصلوں کو پست کرنے کے لیے کئے جاتے تھے لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ مجاہدین کے حوصلے بڑھتے جارہے تھے۔

رات گہری اور ویران تھی۔ چاند بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ سرفروشوں کا یہ چھوٹا سا قافلہ اپنے امریکی کمانڈر کی رہنمائی میں کسی خفیہ مشن پر چلا جارہا تھا کہ ایک چھوٹے سے میدانی علاقے میں یہ قافلہ روک لیا گیا۔ یہاں مجاہدین کو منظم ہو کر اپنی کارروائیوں کا آغاز کرنا تھا۔ آہستہ آہستہ پیچھے آنے والی جیپیں بھی رک گئیں۔ ان پہاڑی علاقوں میں بغیر روشنی جلائے بے جگری سے سفر کرتے رہنا ان مجاہدین ہی کا کارنامہ تھا۔ وہ اپنے محدود وسائل کے باوجود اپنے سے کہیں بڑے اور طاقت ور دشمن پر شب خون مارنے میں ذرا بھی نہیں ہچکچاتے تھے۔

امریکی کمانڈر نے پیچھے رکنے والی جیپوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ساری جیپیں ایک صف میں ہوجائیں کہ اچانک گن شپ کی گڑگڑاہٹ سنائی دینے لگی تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھل سکتے گن شپ کی تیز سرچ لائٹ سے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ وہ ایک لمحے کے لیے سکتے میں آگئے تھے۔ دشمن ان کے سروں پر منڈلا رہا تھا۔

" ہوشیار۔ فائر "۔ امریکی کمانڈر حلق پھاڑ کر چلایا۔

ان مجاہدین کو یہ معلوم تھا کہ ان کے یہ ننھے منے کھلونے ان دیوہیکل مشین گنوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنی رائفلوں کے منہ کھول دیئے۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ یہ ایک میدانی علاقہ تھا۔ اس لیے پناہ لینے کی بھی کہیں گنجائش نہیں تھی۔

گن شپوں نے رخ بدل بدل کر مجاہدین پر گولیاں برسانی شروع کردیں۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک جسطرح کپڑوں پر بخیہ کیا جاتا ہے۔ بالکل اسی انداز میں گولیاں برس رہی تھیں۔ مجاہدین کے بدن چھلنی ہورہے۔ وہ گر رہے تھے۔ زخمی ہو رہے تھے۔ موت ان پر بہت سرعت سے برس رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں افغان مجاہدین کی خون میں لتھڑی ہوئی لاشیں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ ایف بی آئی کے ایجنٹ نے ایک جیپ کی آڑ میں پناہ لے رکھی تھی۔ وہ بھی اپنی رائفل کے ذریعے نشانہ لگانے میں مصروف تھا۔ لیکن اس کی رائفل ان اڑتی ہوئی بلاؤں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ پارہی تھی۔

گن شپ میں بیٹھے ہوئے روسی کمانڈر نے اس امریکی کو دیکھ لیا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی اور اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ اس جیپ سے ہٹ کر گولیاں چلا رہا تھا جس کی آڑ میں امریکی نے پناہ لے رکھی تھی۔ وہ اسے زندہ گرفتار کرنا چاہتا تھا۔

نیچے مجاہدین کی اکثریت شہید ہوچکی تھی۔ جا بجا لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ فضا میں ہر طرف آگ اور دھواں پھیلا ہوا تھا۔ بارود کی بو پھیلی ہوئی تھی۔

اسی وقت روسی کمانڈر نے اعلان کرنا شروع کردیا۔ "تم سب اپنے اپنے ہتھیار پھینک دو کیونکہ تم سب ہمارے نشانے کی زد میں ہو۔"

ان کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا حکم نہ ماننے کی صورت میں موت ان پر برس سکتی تھی۔ انہوں نے اپنے اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔ امریکی کمانڈر میکنن نے بھی ہتھیار ڈال کر اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے تھے۔

روسیوں کو آج ایک بڑی کامیابی حاصل ہوگئی تھی۔ وہ بچے کچھے مجاہدین اور اس امریکی کمانڈر میکنن کو لے کر اپنے بیس پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر میکنن کو مجاہدین سے الگ کر دیا گیا تھا اور مجاہدین کو عقوبت خانے کی طرف بھیج دیا گیا تھا جہاں سے قیدیوں کی لرزہ خیز چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔

وہ خاردار تاروں سے گھرا ہوا ایسا مقام تھا۔ جہاں کئی تہہ خانے بنائے گئے تھے۔ ان تہہ خانوں میں قیدیوں کو لاکر رکھا جاتا تھا۔ ایک گودام تھا جہاں اسلحوں کے ذخائر تھے۔ کئی ایسے کمرے تھے جو روسی فوجیوں کی رہائش کے کام آتے تھے۔ روسیوں نے مجاہدین کو عقوبت خانے کی طرف روانہ کردیا اور خود میکنن کی طرف متوجہ ہوگئے۔

وہ اس کے بارے میں پوری طرح باخبر نہیں تھے۔ انہیں صرف یہ معلوم تھا کہ اس علاقے میں ایک ایسے امریکی کو بھیجا گیا ہے جو مجاہدین

کو لڑنے کا طریقہ سکھا رہا ہے اور جس کی نگرانی میں ۵۰ میزائل ہیں جو کسی بھی وقت بڑی تباہی پھیلا سکتے ہیں۔ یہ میزائل روسیوں کے لئے بڑی اہمیت رکھتے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ کسی طرح ان میزائلوں کے اڈے پر یا تو قبضہ کر لیں یا بمباری کر کے انہیں تباہ کر دیا جائے لیکن ابھی تک انہیں اس اڈے کا پتہ نہیں چل سکا تھا۔ اس شک میں انہوں نے کئی جگہ اس قدر بمباری کی تھی کہ زمین سے پانی نکل آیا تھا لیکن میزائلوں کا اڈہ پھر بھی سلامت رہا تھا۔

آج میکنن کی گرفتاری کے بعد وہ کس قدر پُرسکون ہو گئے تھے۔ انہیں اُمید تھی کہ ان کے تشدد کے سامنے یہ امریکی ہار مان لے گا اور آج انہیں وہ سب کچھ معلوم ہو جائے گا جس کے لیے وہ بیقرار ہو رہے تھے۔

میکنن کو اس وقت تہہ خانے کے ایک کمرے میں رکھا گیا تھا۔ اس کے سامنے دو عدد روسی سپاہی رائفلیں لیے بالکل مستعد کھڑے تھے۔ اسی وقت ان دونوں کو یہ حکم ملا کہ امریکی کو اسی وقت ان کے کمانڈر فلاسکی کے پاس پہنچا دیا جائے۔ فلاسکی ادھیڑ عمر کا آدمی تھا۔ اس کے چہرے پر ایک چھوٹی سی داڑھی تھی۔ اس کی آنکھیں جذبات سے بالکل عاری سرد آنکھیں تھیں۔ اس کے تاثرات سے اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ اس وقت کیا سوچ رہا ہے۔ اس کے اندر کمان کرنے کی بے پناہ صلاحیتیں تھیں۔ وہ تشدد کے جدید طریقوں سے بھی واقف تھا۔ شاید اسی لیے اسے اس اڈے پر مجاہدین کی سرکوبی کیلیے تعینات کیا گیا تھا۔

فلاسکی کا کمرہ کئی پیچ در پیچ راہداریوں کے آخر میں واقع تھا۔ یہاں روشنی کا انتظام تھا۔ اس کے باوجود پراسرار اور خوفناک اندھیرا سا پھیلا رہتا۔ میکنن کو جس وقت فلاسکی کے سامنے پیش کیا گیا وہ اس وقت شطرنج کی بساط سامنے رکھے مہروں کو دیکھنے میں مصروف تھا۔ میز پر روسی شراب کی بوتل رکھی تھی اور ایک روسی اخبار تہہ کیا ہوا ایکطرف پڑا تھا۔ میکنن کو یہاں تک لانے والا ایک دیو ہیکل انسان تھا جو اسے دھکے دیتے ہوئے یہاں تک لایا تھا۔ وہ شخص میکنن کو فلاسکی کے سامنے کھڑا کر کے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن اس کی خون خوار نگاہیں ابھی تک میکنن پر لگی ہوئی تھیں۔

"بیٹھ جاؤ!" فلاسکی نے اپنے سر کی ہلکی سی جنبش سے ایک کُرسی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا اشارہ پا کر میکنن بیٹھ گیا تھا۔

"دیکھو مسٹر امریکی۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ تم یہاں کیوں ہو" فلاسکی نے بغیر کسی تمہید کے گفتگو شروع کر دی "میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جو میزائل تمہارے مُلک نے ان باغیوں کو سپلائی کیے ہیں انہیں کس جگہ رکھا گیا ہے؟"

"میں تمہارے انچارج سے بات کرنی چاہتا ہوں" میکنن نے بے جھجک کہا۔

"او وہ انچارج سے..." فلاسکی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی "میں ہی یہاں کا انچارج ہوں۔ میں تمہیں کچھ وقت کی مہلت دیتا ہوں تم اچھی طرح سوچ لو۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ ہمیں ہر حال میں ان میزائلوں کے اڈے کی نشاندہی چاہیے۔ اب یہ سوچنا تمہارا کام ہے کہ تم خود بتاتے ہو یا ہمیں تمہاری زبان کھلوانے کے لیے کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا ہوگا۔"

پھر فلاسکی نے اس جلاد نما روسی سپاہی کو اشارہ کیا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک جھٹکے سے میکنن کو اٹھایا اور اسے دھکیلتا ہوا کمرے سے باہر لے گیا۔

✦

باب جس وقت دوبارہ رامبو کے پاس پہنچا رامبو اس وقت ایک پہیہ درست کر رہا تھا۔

باب کو دیکھتے ہی اس نے اپنا ہاتھ روک دیا اور باب کے پاس آ گیا۔ باب اس وقت کچھ پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا بات ہو گئی ہے؟" رامبو نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہو"

"ہاں" باب نے اپنی گردن ہلا دی "پریشانی کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے جو اپنا ایجنٹ روانہ کیا تھا وہ روسیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا ہے"

"تو پھر اب کیا سوچا ہے تم لوگوں نے؟"

"اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کا ہمیں افسوس ہے" باب واپس جانے لگا تھا۔

"باب" رامبو نے آواز دے کر اسے روک لیا "اب کیا سوچا ہے؟"

"کس بارے میں؟"

"مجھے استعمال کرنے کے بارے میں"

"میں اب سرکاری طور پر تم سے کام نہیں لے سکتا"

"لیکن اب تو میں غیر سرکاری طور پر بھی تیار ہوں"

"ہوں" باب اس کے قریب آ گیا "اچھا یہ بتاؤ کہ تم فرنٹیر کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"زیادہ نہیں جانتا اس کے باوجود میں اس مشن پر جانے کے لیے تیار ہوں"

"لیکن یہ یاد رکھو کہ وہاں سرکاری طور پر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ اگر تم پکڑے گئے تو یہ تمہاری اپنی ذمّے داری ہوگی کہ تم کس طرح خود کو بچاتے ہو؟"

"میرے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی میرے ساتھ ایسا ہو چکا ہے"

"ٹھیک ہے تو پھر وہاں کے بارے میں تمہیں مختصراً بتا دیا

جائے گا؟"

پشاور پہنچنے کے بعد اپنی مطلوبہ جگہ تلاش کرنے میں رامبو کو دشواری نہیں ہوئی تھی۔

اس شہر میں سیاحوں کی آمد و رفت لگی رہتی تھی۔ اس لیے رامبو پر کسی نے توجہ نہیں دی تھی۔ وہ اپنا سفری بیگ کندھے پر لٹکائے آرام سے ٹہلتا ہوا مختلف جگہوں اور بازاروں سے ہوتا ہوا اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ گیا۔ جو ایک دکان تھی۔ اور یہاں سیاحوں کی دلچسپی کے لیے بے شمار چیزیں موجود تھیں۔ اس دکان میں بھی اس لیے اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی تھی۔ یہ اتفاق تھا کہ رامبو جس وقت دکان میں داخل ہوا اس وقت وہاں ایک سیلزمین کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ سیلزمین رامبو کو دیکھتے ہی جلدی سے اس کے پاس آگیا اور پیشہ ورانہ لہجے میں دریافت کیا۔

"میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں، جناب!"

رامبو گہری نگاہوں سے اس شخص کا جائزہ لیتا رہا۔

"جناب آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے۔ آپ کیا خریدنا چاہتے ہیں؟" اس نے دوبارہ پوچھا۔

"میں موسیٰ غنی کی تلاش میں ہوں۔" رامبو نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کون ہو تم؟" سیلزمین نے متوحش ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"جان رامبو!"

"یہاں انتظار کرو۔" یہ کہہ کر سیلزمین دکان ہی کے اندر والے ایک دروازے میں غائب ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد رامبو ٹہل ٹہل کر دکان میں رکھی ہوئی چیزوں کا جائزہ لینے لگا۔ کچھ دیر بعد ایک طرف سے آواز آئی۔

"میں ہوں موسیٰ غنی۔ کیا تم مجھے ڈھونڈ رہے ہو؟"

رامبو نے موسیٰ غنی کی طرف دیکھا۔ وہ تیس پینتیس برس کا کھرے بدن والا آدمی تھا۔ اس کے چہرے پر خشخشی داڑھی بہت بھلی لگ رہی تھی۔ "اگر تم موسیٰ غنی ہو تو میں تمہیں ہی تلاش کر رہا ہوں!"

"بولو۔ میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

"میں افغانستان جانا چاہتا ہوں۔"

"اچھا۔" موسیٰ غنی اس کے قریب آگیا۔ "تم کون ہو۔ فوجی یا میڈیکل ٹیم کا کوئی فرد؟ آخر تم افغانستان کیوں جانا چاہتے ہو؟"

"میں ایک سیاح ہوں۔" رامبو نے پرسکون لہجے میں بتایا۔

"اوہ۔" موسیٰ غنی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "سیاح، کیا تمہیں وہاں کے حالات کا اندازہ ہے؟"

"نہیں۔ کیا وہاں حالات اور خراب ہو گئے ہیں؟"

"تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہاں کے حالات کس قدر خراب ہیں۔ سرحد سے صرف پچاس میل کے فاصلے پر روسی فوجوں کا جمگھٹا ہے۔"

"کیا تم چین سے واقف ہو؟" رامبو نے براہِ راست اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سوال کیا۔

"بہت اچھی طرح۔ اس کے ذریعے ہمیں امریکی اسلحے کی سپلائی ملتی ہے اور اسی نے مجھے یہاں دوائی وغیرہ لانے کے لیے بھیجا ہے۔ کیا تم اس سے ملنا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن وہ یہاں نہیں ہے۔ سرحد سے پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔"

رامبو نے اپنا سفری تھیلا اپنے کندھے سے اتار کر اس میں سے سامان نکال کر اپنے لائے ہوئے کیس میں ترتیب سے رکھنے لگا۔ یہ وہ سامان تھا جو دیکھنے میں کسی بھی سیاح کی ضرورت کا عام سامان معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس میں جو ہولناکیاں بھری ہوئی تھیں، اس کا علم صرف رامبو کو تھا۔ یا عام لوگوں کو اس وقت علم ہوتا جب ان چیزوں کا استعمال ان کے سامنے کیا جاتا۔ ان چیزوں کی ضرورت افغانستان میں رامبو کو پڑنے والی تھی۔ موسیٰ غنی ان چیزوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ گاہے بگاہے ان سے متعلق سوالات بھی کرتا جا رہا تھا۔ جس کا جواب رامبو بڑی ہوشیاری سے دے رہا تھا۔

رامبو نے سارا سامان سلیقے سے رکھنے کے بعد موسیٰ غنی سے کہا "ہمیں فوراً افغانستان کے لیے روانہ ہو جانا چاہیے۔"

"لیکن میں صرف ایک آدمی کے لیے یہاں سے فوری طور پر روانہ نہیں ہو سکتا۔ مجھے میڈیکل سپلائی چاہیے۔ اگر میں دوائی وغیرہ لے کر نہیں گیا تو تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کتنے آدمی مر جائیں گے۔ میں یہ خطرہ نہیں لے سکتا۔" موسیٰ غنی نے جھلا کر کہا۔ "اس کے علاوہ میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو اور ان حالات سے نمٹنے کا تمہیں کتنا تجربہ ہے؟"

"میں تم لوگوں سے مل کر روسیوں سے لڑنا چاہتا ہوں۔" رامبو کا لہجہ ابھی بھی پرسکون تھا۔

"تم ہمارے لیے لڑو گے؟" موسیٰ غنی نے قہقہہ لگایا۔ "بہتر ہے کہ تم گھر جاؤ۔ یہ جنگ کی تباہ کاریاں ہمارے لیے رہنے دو۔"

رامبو اپنی اس بے عزتی پر تلملا گیا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگیں۔ لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "یہ میرا فیصلہ ہے جس کے لیے میں اتنی دور کا سفر طے کر کے یہاں تک آیا ہوں۔"

"یہ تمہارا قطعی فیصلہ ہے تو یہ بات ذہن میں رکھو کہ تمہیں امریکی الاؤنس نہیں ملے گا۔ تم جو کچھ کرو گے اپنی ذمے داری پر کرو گے۔"

"میں جانتا ہوں۔" رامبو کا لہجہ بدستور ٹھہرا ہوا اور پرسکون تھا۔

"تم بس چلنے کی تیاری کرو۔"

وہ دونوں اپنا اپنا سامان لے کر دکان سے باہر آ گئے۔ وہ دونوں افغانستان روانگی کے لیے بالکل تیار تھے لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ دو خفیہ آنکھیں بہت قریب سے نہ صرف اُنکی نگرانی کر رہی تھیں بلکہ اس شخص نے ان کی گفتگو کا ایک ایک لفظ اپنے حافظے میں محفوظ کر لیا تھا۔ وہ بھی ایک افغانی تھا لیکن ایسا افغانی جسنے روسیوں کے آگے اپنے آپ کو فروخت کر دیا تھا۔ وہ مجاہدین کی خبریں روسیوں تک پہنچا دیا کرتا تھا۔ اس کے عوض اس نے مراعات حاصل کر لی تھیں۔

*

میکنن کو ایک نیم تاریک کمرے میں قید کیا گیا تھا۔

یہ وہ کمرہ تھا جہاں قیدیوں پر تشدد کیا جاتا تھا۔ اس وقت میکنن کے دونوں ہاتھوں کو کڑوں میں پھنسا دیا گیا تھا جس کا دوسرا سرا اس پہلوان نما جلاد صفت سپاہی کے ہاتھوں میں تھا جو تشدد کا ماہر خیال کیا جاتا تھا۔ اس سلوک کے علاوہ فی الحال اس پر ابھی تک کوئی سختی نہیں کی گئی تھی۔ لیکن اسے علم تھا کہ یہ مہلت عارضی ہے۔ روسی کسی بھی وقت غصے میں آ کر اپنے ہتھکنڈے استعمال کر سکتے ہیں۔ ان کو ہر حال میں میزائلوں کے اڈے کی نشاندہی چاہیے تھی۔ کیونکہ انہیں اس بات کا علم تھا کہ اگر مجاہدین نے ان میزائلوں کے استعمال پر دسترس حاصل کر لی تو ان کے ہوائی جہاز اور ہیلی کاپٹر آزادانہ طور پر اپنی کارروائیاں نہیں کر سکیں گے۔ میکنن کی گرفتاری سے پہلے فلاسکی بہت مایوس تھا۔ لیکن میکنن کی گرفتاری نے اس کے دل میں اُمید پیدا کر دی تھی۔

ووڈکا کے دو پیگ لینے کے بعد اس تشدد خانے میں داخل ہو گیا جہاں میکنن کو رکھا گیا تھا۔

"میں کرنل فلاسکی ہوں۔" اس نے کہا۔ "اس علاقے کا کمانڈر۔ کیا تم نے اس بات تسلیم کر لیا کہ تم ہماری قید میں ہو؟"

"میں اس کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔" میکنن نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ تمہارے علم میں وہ جگہ ہے جہاں پر میزائل اکٹھے کیے گئے ہیں جن سے روسی اسلحوں کے ذخائر کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔"

"میں تمہارے کسی بڑے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"یہاں میرے علاوہ کوئی بڑا نہیں ہے۔ مجھے ہر طرح کے اختیارات حاصل ہیں۔"

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"تعاون۔" فلاسکی نے کہا۔ "یہ علاقہ پانچ سال سے مکمل طور پر میرے کنٹرول میں ہے لیکن اب میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ میرے علاقے میں میزائلوں کا اڈہ بنایا گیا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے علاقے میں کوئی گڑبڑ ہو۔"

"یہ سب تم لوگوں کا پروپیگنڈہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا کنٹرول صرف شہروں تک محدود ہے۔ دیہی علاقوں میں مجاہدین جب چاہتے ہیں اپنی کارروائیاں کر لیتے ہیں۔"

"میں پوچھتا ہوں میزائل کہاں ہیں؟" فلاسکی نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے سوال کیا۔

"مجھے کوئی علم نہیں کہ تم کن میزائلوں کی بات کر رہے ہو۔" میکنن نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"میں تم سے پھر پوچھ رہا ہوں کہ تم مجھے ان میزائلوں کا پتہ بتا دو۔"

"میں تم سے پھر کہہ رہا ہوں کہ مجھے ان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔"

"ہوں۔" فلاسکی کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔ اس کے نتھنے پھڑکنے لگے تھے۔ اس نے جلاد نما سپاہی کو مخاطب کیا۔ "اس کو لٹکا دو۔ اور اس وقت تک لٹکا رہنے دو جب تک یہ خود نہ بتا دے۔"

قوی ہیکل سپاہی نے فوراً رسی کھینچنی شروع کر دی۔ میکنن کے پاؤں فرش سے بلند ہو گئے۔ اس کی کلائیوں کے گرد رسی مضبوطی سے بندھی ہوئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھ جڑ سے اکھڑ جائیں گے لیکن اس نے اپنی تکلیف اپنے چہرے سے ظاہر نہیں ہونے دی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ چیخ کر فلاسکی سے کہنے لگا۔

"تم یہ سمجھتے ہو کہ تم تشدد کر کے اس علاقے پر قبضہ جما لو گے۔ یہاں کے لوگوں پر بے پناہ مظالم ڈھا کر انہیں اپنا غلام بنا لو گے لیکن کان کھول کر سن لو کہ یہاں کے غیور عوام موت گوارا کر لیں گے لیکن غلام ہونا پسند نہیں کریں گے۔ اس قوم کا ایک بچّہ بھی جب تک زندہ رہے گا، تم لوگوں کو اس علاقے میں سکون نہیں ملے گا۔"

"تو تم مجھے سبق پڑھا رہے ہو۔" فلاسکی غرایا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میکنن کے پیٹ پر گھونسوں کی بارش کر دی۔ ایک گھونسہ، دوسرا گھونسہ۔ پھر میکنن کو گنتی یاد نہیں رہی۔ اس کی آنکھوں کے گرد اندھیرے چھا گئے اور اس کا ذہن ڈوبتا چلا گیا۔

*

دو گھوڑے بڑی تیزی سے اپنی منزل کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔

ان میں سے ایک پر جان رامبو اور دوسرے پر موسیٰ غنی تھا۔ یہ دونوں افغانستان کی سرحد میں داخل ہو چکے تھے۔ ان کے ارد گرد دیو ہیکل سربلند پہاڑ تھے جن پر ازلی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ رامبو کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ علاقے کبھی آباد بھی تھے یا نہیں، لیکن ابھی تک اسے دور دور تک کسی آبادی کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ یہ لوگ کسی باقاعدہ راستے پا پگ ڈنڈی وغیرہ پر سفر نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ ان کا سفر پہاڑیوں، دروں اور گھاٹیوں کے درمیان ہو رہا تھا۔

جہاں کہیں کہیں چڑھائی تھی تو کہیں ڈھلان۔ راستہ انتہائی دشوار گزار اور خطرناک تھا۔ لیکن گھوڑے غالباً ان راستوں سے آشنا تھے۔ اسی لیے وہ بڑے آرام کے ساتھ اپنے سواروں کو لیے دوڑے چلے جا رہے تھے۔

رامبو سفر کے دوران ان پہاڑوں کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ یہ علاقہ اسے گوریلا جنگ کے لیے ہر لحاظ سے محفوظ اور مناسب نظر آ رہا تھا۔ وہ ایک ماہر فوجی کی نگاہوں سے ہر سمت کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا اگر وہ ان علاقوں میں اپنی گوریلا جنگ شروع کر دے تو دشمن عمر بھر اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس چکر میں اس کا پورا بریگیڈ ضائع ہو جائے گا۔

اس علاقے میں داخل ہوتے ہی اس کا سپاہیانہ جذبہ بے دار ہونے لگا تھا۔ لیکن اپنی سرگرمیاں شروع کرنے سے پہلے اسے ان علاقوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں۔ حالانکہ وہ اس کا قائل نہیں تھا۔ وہ انجام کی پرواہ کئے بغیر بھڑ جانے پر یقین رکھتا تھا لیکن پرومیتھس پروجیکٹ کے بعد اس نے اپنے ذہن سے بھی کام لینا شروع کر دیا تھا۔ اس پروجیکٹ میں اس نے زیادہ مار دھاڑ نہیں کی تھی۔ لیکن یہاں آنے کے بعد اسے احساس ہو رہا تھا کہ اسے پھر آگ اور خون کے سمندر سے گزرنا ہوگا۔

وہ ابھی اپنے خیالوں میں گم تھا کہ موسیٰ غنی کی آواز نے اسے چونکا دیا اس سفر میں موسیٰ غنی بہت کم بولا تھا۔

"یہ ہے افغانستان جس نے اپنی صدیوں پرانی روایت کو آج بھی زندہ رکھا ہے۔ حالانکہ روسیوں نے اس علاقے پر قبضہ کر رکھا ہے۔ لیکن افغانستان کے غیور عوام اس غاصبانہ قبضے کو ختم کرنے کے لئے آج بھی جدوجہد کر رہے ہیں۔ کیا تمہارے خیال میں ان کی جدوجہد کو ختم کیا جا سکتا ہے۔"

"نہیں۔ کبھی نہیں۔" رامبو نے مختصر سا جواب دیا۔

"بہت سی قوموں نے ہماری آزادی کو سلب کرنے کی کوشش کی ہے پہلے برطانیہ آیا۔ لیکن اپنی ناکامی کے زخم چاٹتا رہا۔ اب روسی آئے ہیں کیا تم سمجھتے ہو یہ کامیاب ہو جائیں گے۔"

"میرا خیال ہے انہیں بھی ناکام لوٹنا ہوگا۔"

اچانک کسی ہیلی کاپٹر کی آواز نے ان کی گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ ان دونوں نے کسی پناہ گاہ کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھا پھر انہیں ایک بڑی سی چٹان دکھائی دے گئی جس کے عقب میں وہ اپنے آپ کو چھپا سکتے تھے وہ دونوں اس چٹان کی آڑ میں گئے۔ وہ ابھی تک اپنے گھوڑوں پر تھے۔ لیکن ہیلی کاپٹر کا رخ کسی اور طرف تھا۔ وہ دور ہی سے سیٹی بجاتا ہوا گزر گیا۔ اس کے گزر جانے کے بعد وہ دونوں چٹان کی آڑ سے باہر آ گئے ان کا سفر پھر شروع ہو گیا تھا۔

"کیا اس قسم کے ہیلی کاپٹر اکثر نظر آتے ہیں؟" رامبو نے سوال کیا۔

"یہ کیونکہ ہر وقت نظر آتے ہیں۔ یہ کسی بھی وقت نمودار ہو سکتے ہیں۔ ان کے لئے دن اور رات کی کوئی قید نہیں ہے۔"

"کیا تمہیں کسی ہیلی کاپٹر کو گرانے میں کامیابی ہوئی ہے؟"

"نہیں۔ ہم کوشش تو بہت کرتے ہیں لیکن ہماری رائفل کی گولیاں ان پر اثر انداز نہیں ہوتی ہیں۔"

رامبو نے پھر کوئی سوال نہیں کیا۔ موسیٰ غنی بھی خاموش تھا ان کے سفر کا اب اختتام ہو گیا تھا وہ مجاہدین کے ایک عارضی کیمپ میں پہنچ چکے تھے وہاں موجود لوگوں نے موسیٰ غنی کو شناخت کر لیا تھا لیکن وہ اس کے ساتھ رامبو کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے موسیٰ غنی نے دونوں گھوڑے ایک مجاہد کے حوالے کئے اور رامبو کو لے کر کیمپ میں داخل ہو گیا۔

یہ کوئی تعمیر شدہ عمارت نہیں تھی بلکہ یہ ایک وہ تھا جہاں زخمی مجاہدین کو فوری طبی امداد کے لئے لایا جاتا تھا اس وقت بھی یہاں چند زخمی پڑے ہوئے تھے گرچہ ان کی مرہم پٹی کر دی گئی تھی لیکن وہ ابھی بھی چلنے پھرنے سے معذور تھے ان زخمیوں کے علاوہ یہاں صحت مند مجاہدین کی بھی تھوڑی سی تعداد موجود تھی جن کے ذمے ان زخمیوں کی دیکھ بھال کے علاوہ اپنے اگلے مورچوں کو سپلائی پہنچانا بھی تھا۔

موسیٰ غنی رامبو کے ساتھ ہر ایک سے خیریت معلوم کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ رامبو ابھی تک خاموش تھا اس کا سفری تھیلا ابھی تک اس کے کندھے سے لٹک رہا تھا اسے یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی کہ مجاہدین میں کم سن بچے بھی شامل تھے جو اپنے ہاتھوں میں رائفل سنبھالے رامبو کی طرف حیرت اور دلچسپی سے دیکھ رہے تھے وہاں کے مجاہدین رامبو کو ایک سیاح کی حیثیت سے دیکھ رہے تھے انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ خاموش مگر توانا شخص اپنے اندر پوری ایک بٹالین کی قوت اور صلاحیت رکھتا ہے۔

رامبو جب ایک جگہ سے موسیٰ غنی کے ہمراہ گزرا تو ایک معصوم بچے نے جلدی سے اپنی رائفل سنبھالی اور ان کے ہمراہ چل پڑا وہ اس طرح اپنے تئیں اس شخص کی حفاظت کر رہا تھا جو سیاح بن کر ان کے علاقے میں آیا تھا۔ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس سیاح کو اس کے ملک میں کوئی تکلیف ہو اس بے چارے کو کیا معلوم تھا کہ وہ جس شخص کے ساتھ چل رہا ہے وہ بذات خود بارود کا ذخیرہ ہے رامبو نے بھی مسکرا کر اس بچے کو دیکھا اور موسیٰ غنی کی طرف متوجہ ہو گیا جو اس سے کہہ رہا تھا کہ۔

"سنو رامبو یہاں پانچسو مجاہدین اپنے اسلحہ کے ساتھ تیار بیٹھے ہیں ہو سکتا ہے کہ انہیں روسیوں کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے کے لئے جانا پڑے کیونکہ روسیوں کی یہی خواہش ہے اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ ایک عظیم جنگ چھیڑ دی جائے تم بتاؤ تمہارا کیا

ارادہ ہے ؟"

"میں بھی تم لوگوں کے ساتھ نہ صرف چلوں گا بلکہ اس جنگ میں بھی حصہ لوں گا۔"

"لیکن تمہارے پاس تو کوئی ہتھیار نہیں ہے۔"

"تم فکر مت کرو میرے پاس بہت کچھ ہے۔"

* * *

فلاسکی میکنن کے سامنے دونوں پیر پھیلائے کھڑا تھا۔

میکنن کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے زمین پر گرا دیا گیا تھا اس کی آنکھوں پر تیز روشنی پڑ رہی تھی یہ دونوں عذاب اس کے لئے ناقابلِ برداشت تھے۔ پیاس نے اس کے ہونٹوں پہ پپڑیاں جما دی تھیں۔ اور تیز روشنی نے اس کی آنکھوں میں لہو اتار دیا تھا اس کا ذہن خالی ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن اس نے یہ بات یاد رکھی تھی کہ وہ کون ہے اس کی ذمے داریاں کیا ہیں اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کی زندگی اس وقت تک ہے جب تک وہ خاموش ہے لیکن اس کی یہ خاموشی فلاسکی کے لئے چیلنج بن گئی۔

"میں پوچھتا ہوں تم نے افغانیوں کو میزائل کس جگہ حوالے کیا ہے ؟"

اس نے دہاڑتے ہوئے سوال کیا۔

"مجھے نہیں معلوم"

"تم جھوٹے ہو" فلاسکی دانت پیستے ہوئے بولا اس کے ساتھ ہی فلاسکی نے دونوں ہاتھوں پر رسیوں کا دباؤ سخت کر دیا میکن چیخ اٹھا فلاسکی نے اپنا سوال دہرایا "کہاں ہیں وہ میزائل، کہاں ہیں ؟"

میکنن تکلیف کی شدت سے سوائے چیخنے کے اور کچھ بھی نہیں کر پا رہا تھا۔

"میں ابھی بھی تمہیں موقع دے رہا ہوں کہ تم بتا دو کہ میزائل کا اڈہ کہاں ہے۔" اتنا کہتے ہی فلاسکی نے بڑی بے رحمی کے ساتھ میکنن کو ایک ٹھوکر رسید کر دی تھی۔

"او۔ خ" میکنن نے ایک کرب آمیز ابکائی لی اور اپنے سر کو ادھر ادھر گردش دینے لگا۔

"تم میرے غصے کو آواز دے رہے ہو۔"

"میں نے ایک دفعہ کہہ دیا کہ مجھے نہیں معلوم۔"

فلاسکی نے کچھ کہنا چاہا کہ اسی وقت ایک روسی سپاہی داخل ہوا اور اس نے اپنے سر سے ایک ہلکا سا اشارہ کیا اور دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے ایک افغانی برآمد ہوا جس کے ہونٹوں پر خوشامد بھری مسکراہٹ تھی اور گردن جھکی ہوئی تھی یہ وہی شخص تھا جس نے رامبو اور موسیٰ غنی کی باتیں سن لی تھیں اس نے فلاسکی کو جان رامبو کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ اس کی کہانی سن لینے کے بعد فلاسکی کچھ سوچنے لگا تھا پھر اس نے اس افغانی کو جانے کا اشارہ کیا اور خود میکنن کے پاس آ گیا۔

"کیا تم جان رامبو کو جانتے ہو ؟"

میکنن کی آنکھیں ایک لمحہ کے لئے پھیل گئیں جان رامبو۔ یہ نام اس کا آشنا تھا اس نے یہ سن رکھا تھا کہ اس ایک شخص نے امریکہ کے پورے ایک شہر کو تباہ کر دیا تھا۔ فلاسکی کے منہ سے رامبو کا نام سن کر وہ حیران رہ گیا لیکن اس نے اپنے چہرے کے تاثرات سے اپنی اس حیرانی کا اظہار نہیں ہونے دیا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ اسے تمہیں چھڑانے کے لئے بھیجا گیا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ایک اکیلا آدمی تمہیں ہمارے چنگل سے چھڑانے میں کامیاب ہو جائے گا ؟"

میکنن خاموش رہا اس کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا فلاسکی نے جھلا کر اسے مارنا شروع کر دیا میکنن نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے بالآخر اس کی قوت برداشت جواب دے گئی اور اس عقوبت خانے میں اس کی چیخیں گونجنے لگیں۔

* * *

جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں

موسیٰ غنی بھی دوسرے مجاہدین کے ساتھ مل کر ان تیاریوں میں مصروف ہو گیا تھا۔ مجاہدین کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا وہ اتنے پرجوش اور پرعزم دکھائی دے رہے تھے جیسے انہیں فتح کی نوید سنا دی گئی ہو۔ رامبو بھی موسیٰ غنی کے ساتھ ہی تھا اور وہ بھی رائفل لئے ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ موسیٰ غنی کیمپ میں گھوم پھر کر رامبو کو ہر طرح کی اطلاعات فراہم کر رہا تھا۔

"رامبو اگر تم ہمارے ساتھ اس جنگ میں شریک ہونا چاہتے ہو تو اپنے لئے کوئی رائفل منتخب کر لو" موسیٰ غنی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "یہ حملہ ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ ہم روسیوں کی چھاؤنی پر حملہ کرنے والے ہیں یہ چھاؤنی یہاں سے تقریباً سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔"

"اس حملے میں کتنے آدمی ساتھ ہوں گے ؟" رامبو نے دریافت کیا۔

"یہاں موجود سارے مجاہدین اس میں شریک ہوں گے" موسیٰ غنی نے جواب دیا "اس کے علاوہ دس ہزار مجاہدین سرحد پر اپنے گھوڑوں کے ساتھ انتظار میں کھڑے ہیں۔ چونکہ یہ بہت اہم حملہ ہوگا اس لئے ہمیں اس کی باقاعدہ پلاننگ کرنی ہوگی۔"

"یہ پلاننگ کون کرے گا ؟"

"ہمارا جرگہ جس میں تقریباً سارے ہی سرکردہ لوگ شامل ہوں گے تم بھی اس میں شامل ہو سکتے ہو ہم مشترکہ مشورے پر عمل کرتے ہیں۔"

اس وقت رامبو کی نگاہ ایک شخص کی طرف گئی جو روسی معلوم ہوتا تھا لیکن بڑی آزادی سے مجاہدین کے درمیان چل پھر رہا تھا۔

"یہ کون ہے ؟" رامبو نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ایک روسی مسلمان ہے جو روسی پالیسیوں کے خلاف بغاوت کر کے ہم سے آملا ہے اس نے کئی مواقع پر ہماری رہنمائی کی ہے" موسیٰ

غنی نے جواب دیا۔

"گویا قابل بھروسہ ہے؟"

"بلاشک۔ ہم میں سے کوئی بھی اس پر شک نہیں کرتا اور نہ ہی شک کی کوئی وجہ ہے یہ اب ہر موقع پر روسیوں کے خلاف ہمارے شانہ بشانہ جنگ میں شریک ہوتا ہے۔"

رامبو نے مزید کوئی وضاحت طلب نہیں کی۔

کچھ دیر کے بعد جرگہ شروع ہو گیا جان رامبو موسیٰ غنی کے ساتھ جرگہ میں بیٹھا تھا مجاہد ابھی بھی اس کے ہمراہ تھا یہاں تقریباً پچیس تیس آدمی دائرے کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے ان میں ہر عمر کے لوگ شامل تھے ان کے درمیان ایک قدر مشترک یہ تھی کہ وہ سب کے سب اپنے قومی لباس میں تھے بدن پر شلوار قمیض اور ہاتھ میں رائفلیں۔ وہ روسی جس کے بارے میں رامبو نے کچھ دیر پہلے موسیٰ غنی سے سوالات کئے تھے درمیان میں بیٹھا زمین پر ایک پتھر سے کوئی نقشہ بنا رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہا ہے؟" رامبو نے موسیٰ غنی سے روسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"جس کیمپ پر حملہ کرنے والے ہیں یہ اس کا نقشہ بنانے کی کوشش کر رہا ہے کیونکہ یہ پہلے اسی کیمپ میں تعینات تھا۔"

کچھ دیر تک تو جان رامبو کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں کیونکہ ہر ایک اپنی اپنی بولی بول رہا تھا اور اس جرگے میں ایسا شور ہونے لگا تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی بالآخر ایک شخص نے ہاتھ اٹھا کر سب کو خاموش ہونے کا اشارہ کیا اور روسی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب دوست۔ تم بتاؤ۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

روسی نے گردن اٹھا کر ان لوگوں کی طرف دیکھا پھر نپے تلے الفاظ میں کیمپ کا محل وقوع بتلانے لگا "یہ کیمپ ایک ایسی پہاڑی پر ہے جس کے ایک طرف تو مسطح پہاڑی چٹانیں اور دوسری طرف بلند و بالا پہاڑ جن پر چڑھنا بہت دشوار ہے اس کے علاوہ نشیب میں ایک ندی بہتی ہے ایک طرف تو ایک عارضی پل تعمیر کیا گیا ہے جبکہ ٹینک اور دیگر بھاری گاڑیوں کی آمد و رفت کے لئے دوسری طرف ایک پختہ سڑک ہے جس کے گرد و نواح میں روسیوں کا مکمل کنٹرول ہے اس طرف سے داخلہ قطعی ناممکن ہے کیونکہ ہم لوگ دور ہی سے دیکھ لئے جائیں گے۔ اس طرح کیمپ تک پہنچنے کی کوشش ناکام ہو جائے گی ہم اس کیمپ کو چار حصوں میں تقسیم کر کے دیکھتے ہیں اس کے پہلے حصے میں تو ہیلی پیڈ بنا ہوا ہے جس کے گرد سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ دوسرا حصہ ٹینک توپ خانے اور دیگر بھاری گاڑیوں کے لئے مخصوص ہے یہ دوسرے حصے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اس کے بعد کیمپ کی عمارت ہے عمارت کے اس طرف یہ خالی علاقہ ہے اس علاقے کو بھی ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک حصہ مکمل طور پر خالی ہے لیکن یہاں سخت پہرہ ہے اس کے ساتھ ہی وہ عارضی پل ہے جس کا میں تذکرہ کر چکا ہوں پل کی بھی سخت ترین نگرانی کی جاتی ہے ہمیں ایک بات کا خاص خیال رکھنا ہو گا کہ عمارت میں داخلے کے لئے ہمیں اسی طرف سے جانا ہو گا کیونکہ اس طرف کوئی سرچ لائٹ نہیں ہے سرچ لائٹ صرف ٹینک والے حصے میں ہے جو کہ بلندی پر واقع ہے اور اس پورے علاقے کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔"

"قیدیوں کو کہاں رکھا گیا ہے؟" رامبو نے سوال کیا۔

"ان کے لئے زیر زمین تہہ خانے بنائے گئے ہیں۔" روسی نے جواب دیا۔ "بلکہ یوں سمجھ لیں کہ زیر زمین پوری ایک عمارت موجود ہے۔ جہاں قیدیوں کو رکھنے کے علاوہ ان کے دفاتر اور اسلحہ خانے بھی ہیں۔"

"اوپر کی عمارت میں کیا ہے؟" رامبو نے پوچھا۔

"ایک طرف تو کھوجی کتوں کی رہائش گاہ ہے دوسری طرف زہریلی گیسوں کے بم اور پٹرول وغیرہ بھی جبکہ بقیہ حصہ فوجیوں کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔"

"کیا اس بات کا امکان ہے کہ کیمپ کے باہر بارودی سرنگیں بھی بچھائی گئی ہوں؟"

"ہاں۔ کیمپ کے تینوں اطراف بارودی سرنگوں کا جال بچھا ہوا ہے چوتھی طرف چونکہ خطرناک ڈھلان ہے اس لئے اس طرف کو قدرتی طور پر محفوظ تصور کر کے چھوڑ دیا گیا ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں اس طرف سے کوشش کرنی چاہئے۔"

"اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمارے بیشتر آدمی مارے جائیں گے۔" ایک مجاہد نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن میں اسی طرف سے کوشش کروں گا۔"

"پھر تم مارے جاؤ گے۔" مجاہدین نے تنبیہ کی۔

"کوئی بات نہیں۔ میں مرنے ہی کے لئے آیا ہوں۔" رامبو کھڑا ہو گیا اس کی سپاہیانہ صلاحیتیں پوری طرح بیدار ہو چکی تھیں وہ ایک طرف جانے لگا تھا ادھیڑ عمر کے ایک مجاہد نے آواز دے کر اسے روک لیا۔

"سنو میرا نام ظفر ہے۔" ادھیڑ عمر مجاہد نے کہنا شروع کیا۔ "یہ سب میرے عزیز ترین ساتھی ہیں ہمیں ان کی زندگیاں بہت عزیز ہیں۔ اس کے باوجود ہم اپنے ملک کو روسیوں کے شکنجے سے چھڑانا بھی چاہتے ہیں۔ ہم اپنے عوام کو چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ تم انہیں دیکھو۔ یہ بچے اسکول جانے اور کھلونوں سے کھیلنے کی عمر میں ہیں۔ لیکن آج انہوں نے بھی کھلونوں کو چھوڑ کر اپنے ننھے ہاتھوں میں بندوقیں اٹھا لی ہیں یہ سب ایک عظیم مقصد کے لئے اپنی معصوم خواہشات کو چھوڑ کر ان پہاڑوں میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ ہم اپنے ملک کی زمین کا ایک ایک انچ دشمنوں کے قبضے سے چھڑانا چاہتے ہیں اس کے باوجود ہم آنکھیں بند کر کے اپنے آدمیوں کو اندھیری غار میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے اور نہ ہم یہ چاہیں گے کہ ہمارا کوئی مہمان ہمارے لئے

موت کے منہ میں چھلانگ لگا دے یہ ہماری روایت کے خلاف ہے اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر تمہارے ذہن میں کوئی واضح پروگرام ہو تو بتا دو۔ ہم نہ صرف تمہارا ساتھ دیں گے بلکہ تم سے زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے کیونکہ یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" رامبو نے اپنی گردن ہلادی۔ "لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔"

"ہم سب تمہاری اس شرط کو جاننا چاہیں گے۔"

"میں سب کچھ بتا دوں گا لیکن یہ بات طے ہے کہ میں نے روسیوں کے اس کیمپ کو تباہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی جرگہ برخاست ہوگیا۔ رامبو موسیٰ غنی کے ساتھ اس کے ٹھکانے کی طرف روانہ ہوگیا۔ وہ بچہ بھی ان کے ساتھ تھا تینوں خاموشی سے چل رہے تھے مجاہدین حسب معمول اپنے کاموں میں مصروف تھے یہ جگہ مکمل طور پر محفوظ تو نہیں تھی اس کے باوجود بھی مجاہدین بڑی بے فکری کے ساتھ اپنے روزمرہ کے مشاغل میں مصروف تھے ان کے اطمینان کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ وہ اپنی کم مائگی کے باوجود اپنے سے بڑے دشمن کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے ہیں حالانکہ اب تک جتنے بھی معرکے ہوئے ان میں روسیوں نے بمبار جہازوں اور گن شپ کے استعمال سے مجاہدین کا بھاری جانی نقصان کیا تھا اس کے باوجود وہ مجاہدین کے حوصلے پست نہیں کرسکے تھے اس کا ثبوت اس غیر محفوظ علاقے میں مجاہدین کی پرسکون موجودگی تھی۔

"کیا تمہارے ذہن میں کوئی منصوبہ ہے؟" موسیٰ غنی نے چلتے چلتے دریافت کیا۔

"نہیں۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ مجھے اس کیمپ کو تباہ کرنا ہے۔"

"لیکن یہ ایک انتہائی دشوار اور جان جوکھوں کا کام ہے۔" موسیٰ غنی نے کہا۔ "کیونکہ وہاں ایک بڑا اسلحہ خانہ ہے جس کی وجہ سے اس کیمپ کی بہت سخت نگرانی کی جاتی ہے۔"

"وہاں اور کیا کیا ہے؟" ننھے مجاہد نے اچانک موسیٰ غنی سے پوچھا۔

موسیٰ غنی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی اس نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "جاؤ۔ تم ہمارے ساتھ نہیں رہو۔"

"آخر میں بھی تو آپ لوگوں کے ساتھ حصہ لے سکتا ہوں۔" بچے نے کہا۔

"کیا تم ہمارے ساتھ چلنا چاہتے ہو؟" رامبو نے پوچھا

"ہاں۔ لیکن کیا تم بھی ہمارے ساتھ روسیوں سے جنگ کرو گے!"

"ارادہ تو یہی ہے۔"

"لیکن تم تو ایک سیاح ہو!"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

"یہ کیا ہے۔" بچے نے رامبو کے گلے میں لٹکے ہوئے لاکٹ کی طرف اشارہ کیا۔ جس میں پتھر کی ایک خوبصورت سی مورت بنی ہوئی تھی۔

"کیا یہ تمہیں اچھا لگا ہے؟"

"اس طرف دیکھو جان۔" موسیٰ غنی نے اچانک رامبو کی توجہ ایک طرف مبذول کرائی۔

وہ ایک میدانی علاقہ تھا فٹبال کے میدان سے تین گنا بڑا اس میدان میں ایک طرف مجاہدین کا جمگھٹا تھا جو زور و شور کے ساتھ میدان میں کھیلتے ہوئے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ لوگ میدان جنگ کے بجائے کسی اسٹیڈیم میں موجود ہوں رامبو حیرت سے اس کھیل کو دیکھتا ہوا مجمع کے قریب پہنچ

گیا۔ اسے یہ کھیل بڑا دلچسپ معلوم ہو رہا تھا یہ پولو کی قسم کا ایک کھیل تھا جس میں باقاعدہ دو ٹیمیں حصہ لے رہی تھیں ہر کھلاڑی اپنے اپنے گھوڑے پر سوار اپنے مخالف کو شکست دینے کی کوشش کر رہا تھا دلچسپ بات یہ تھی کہ اس کھیل میں کوئی گیند استعمال نہیں ہو رہی تھی بلکہ اس کی جگہ دنبے کی کھال میں بھوسہ بھر کر استعمال کیا جا رہا تھا جسے ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے مخالف ٹیم کی گول لائن تک پہنچایا جا رہا تھا لیکن اس دوران ایک دوسرے سے اس دنبے کو چھین لینے کی باقاعدہ جدوجہد بھی ہو رہی تھی کبھی کبھی کوئی کھلاڑی گھوڑے سے گر بھی جاتا تو کبھی دنبہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا اس کھیل کا سب سے خطرناک موقع وہ تھا جب تیزی سے دوڑتے ہوئے گھوڑے سے جھک کر اس دنبہ کو اٹھانے کی کوشش کی جاتی تھی اس میں بیک وقت مہارت پھرتی اور شہسواری کا کمال دکھایا جا رہا تھا رامبو کو یہ کھیل بہت دلچسپ معلوم ہو رہا تھا۔

اس نے موسیٰ غنی سے اس کھیل کے قواعد و ضوابط معلوم کئے موسیٰ غنی نے وضاحت کے ساتھ اس کھیل کے بارے میں بتا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ تنبیہ کر دی کہ اس کھیل میں مانا ہوا شہسوار ہی حصہ لے سکتا ہے کھلاڑی کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے گھوڑے پر مکمل قابو رکھنا جانتا ہو۔"

رامبو بڑے غور سے اس کھیل کو دیکھ رہا تھا اسے اس کھیل میں قدم قدم پر چیلنج نظر آ رہا تھا۔ خطروں سے بھرے ہوئے اس کھیل نے رامبو کو بہت متاثر کیا بالآخر اس نے موسیٰ غنی سے اپنی خواہش ظاہر کر دی۔

"موسیٰ غنی! میں کھیل میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔"

"لیکن تم تو اناڑی ہو۔" موسیٰ غنی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ اس کے باوجود میں اس کھیل میں شریک ہوں گا۔"

رامبو کی سنجیدگی کو دیکھتے ہوئے موسیٰ غنی نے ایک کھلاڑی کو اشارہ کیا جس نے رامبو کو اپنا گھوڑا دے دیا۔ ان کے نزدیک مہمان کی خواہشات کا احترام لازم تھا۔ رامبو جس وقت گھوڑے پر سوار ہو رہا تھا اس وقت ظفر کی نگاہ اس پر پڑ گئی وہ بھی اس مجمع میں شریک تھا ان دونوں کی نگاہیں ملیں اور ظفر نے ہاتھ اٹھا کر رامبو کی حوصلہ افزائی کی۔ رامبو جس وقت میدان میں داخل ہوا تماشائیوں نے تالیاں بجا کر اس کا استقبال کیا۔

رامبو کو یہ لوگ بڑے بھلے لگ رہے تھے ان کے اندر نفرت کا کوئی جذبہ نہیں تھا بلکہ یہ اپنے سے کمزور نظر آنے والے کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے جبکہ رامبو نے اپنی ملک کے لوگوں کے رویئے کو مختلف پایا تھا۔

رامبو نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اس نے مخالف ٹیم کے ایک کھلاڑی کو دنبہ اٹھاتے دوڑتے دیکھ لیا تھا۔ رامبو نے اپنے گھوڑے کی رفتار خطرناک حد تک تیز کر دی۔ وہ لحہ بہ لحہ اس مخالف کھلاڑی کے قریب ہوتا جا رہا تھا تماشائی تالیاں بجا بجا کر اسے داد دینے لگے مخالف کھلاڑی کے قریب پہنچ کر رامبو دنبے پر کسی عقاب کی طرح جھپٹ پڑا لیکن اس جھپٹنے میں اس سے ایک غلطی سرزد ہو گئی اس نے جوش میں آ کر گھوڑے کی لگام چھوڑ دی اس لئے اس کا توازن برقرار نہ رہ سکا اور وہ گھوڑے سے نیچے آ گیا۔ سدھایا ہوا گھوڑا اس سے کچھ فاصلے پر رک گیا تھا۔

رامبو زمین پر گر چکا تھا لیکن کسی نے قہقہہ نہیں لگایا بلکہ سب اس کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے چیخ چیخ کر اسے دوبارہ گھوڑے پر سوار ہونے کی دعوت دے رہے تھے تماشائیوں کی حوصلہ افزائی اس کے لئے مہمیز ثابت ہوئی وہ تیزی سے اٹھا اور لپک کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اس وقت دنبہ رامبو کی ٹیم کے ایک کھلاڑی کے ہاتھ میں آ چکا تھا۔

رامبو تیزی سے اپنی ٹیم کے کھلاڑی کی طرف لپکا کیونکہ مخالف ٹیم کے کھلاڑی اس کھلاڑی کو گھیرے میں لے کر اس سے دنبہ چھیننے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وہ کھلاڑی بڑی کامیابی کے ساتھ دفاع کئے جا رہا تھا گول لائن قریب آتی جا رہی تھی مخالف کھلاڑیوں کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا رامبو نے اپنے گھوڑے کی رفتار اور تیز کر دی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنی ٹیم کے کھلاڑی کی مدد کو پہنچتا چھینا جھپٹی میں وہ دنبہ زمین پر گر گیا اس سے پہلے کہ مخالف ٹیم کا کوئی کھلاڑی اس دنبہ کو اٹھانے میں کامیاب ہوتا رامبو کو ہر حال میں یہ دنبہ اٹھا لینا تھا۔ یہ لمحہ اس کھیل کا خطرناک ترین لمحہ تھا۔

اس نے اپنے گھوڑے کی رفتار مزید تیز کر دی اس کی یہ تیز رفتاری کو دیکھ کر کھلاڑیوں نے اپنے اپنے گھوڑے دنبے کے پاس سے ہٹا لئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ رامبو کا گھوڑا جس تیز رفتاری سے دوڑ رہا ہے اس طرح اس پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا اس کی وجہ سے گھوڑے ایک دوسرے سے ٹکرا بھی سکتے ہیں اور یہ صورتحال رامبو کے لئے خطرناک بھی ہو سکتی ہے اس کے علاوہ انہوں نے یہ اندازہ بھی لگا لیا تھا کہ اس تیزی میں دنبہ زمین سے اٹھانا ناممکن ہے۔"

انہیں نہیں معلوم تھا کہ ناممکن کو ممکن بنانے کی صلاحیت کا نام ہی رامبو ہے۔ وہ تمام منظروں سے بے نیاز اپنے گھوڑے کو بھگائے چلا آ رہا تھا جیسے ہی وہ دنبہ کے قریب پہنچا اس نے گھوڑے کی لگام ہاتھ سے چھوڑ دی اب وہ ایک ہاتھ سے زین کو گرفت میں لئے ہوئے زمین کی طرف جھکتا چلا جا رہا تھا اس کا آزاد ہاتھ جوں جوں دنبے کے قریب ہوتا گیا تماشائیوں کا جوش و خروش بڑھتا چلا گیا۔ بالآخر اس کا ہاتھ دنبے تک پہنچ ہی گیا۔

اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ دنبے کو نہ صرف گرفت میں
لے لیا بلکہ اسے زمین سے اٹھا کر تیزی سے اپنا توازن برقرار
رکھتے ہوئے گھوڑے کی پشت پر جم کر بیٹھ گیا۔

اب اس کے ایک ہاتھ میں دنبہ تھا اور دوسرے میں گھوڑے
کی لگام گھوڑا تیزی سے مخالف ٹیم کی گول لائن کی طرف بڑھ رہا
تھا۔ تماشائی دل کھول کر اسے داد دے رہے تھے اس کا
حوصلہ بڑھا رہے تھے مخالف ٹیم کا ایک کھلاڑی بھی اپنے گھوڑے
کو اس کے ساتھ دوڑائے جا رہا تھا۔ وہ موقع کی تلاش میں تھا
وہ رامبو سے دنبہ چھین لینا چاہتا تھا لیکن رامبو نے اسے موقع
نہیں دیا اس نے گھوڑے کی رفتار اور تیز کر دی اور گول لائن تک
پہنچ گیا۔

موسیٰ غنی اور تنہا مجاہد ان تماشائیوں میں سب سے زیادہ
جوش و خروش کا اظہار کرنے والے تھے رامبو کی فتح کی خوشی
میں سب سے زیادہ ان ہی لوگوں کو ہوئی تھی وہ حیرت اور خوشی کے
ملے جلے جذبات کے ساتھ اپنے سیاح مہمان کو دیکھ رہے تھے
تماشائیوں کے شور و غل سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔
انہیں آج ایک سنسنی خیز مقابلہ دیکھنے کو ملا تھا۔

لیکن یہ خوشی بہت ہی مختصر ثابت ہوئی تھی روسی ہیلی کاپٹر ان
کے سروں پر آپہنچے تھے ان کے اپنے شور شرابے کی وجہ سے ہیلی کاپٹروں
کی آوازیں انہیں سنائی نہیں دی تھیں ان کا علم اس وقت ہوا جب
روسی فضا میں گن شپ اور ہیلی کاپٹر نمودار ہو گئے اس کے ساتھ
ہی پورے مجمع پر بدحواسی پھیل گئی۔ لوگوں نے اپنی جانیں بچانے
کے لئے ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا۔ یہ ایک کھلا علاقہ تھا چاروں
طرف کہیں بھی چھپنے کی جگہ نہیں تھی۔ درّہ وہاں سے کچھ فاصلے پر
تھا۔

تین ہیلی کاپٹروں نے یکے بعد دیگرے غوطے لگا لگا کر اپنی
مشین گنوں کے دہانے کھول دیئے گولیاں بارش کی طرح برسنے لگیں
مجاہدین کے چھکے چھوٹنے لگے روسیوں نے صرف گولیاں برسانے
پر اکتفا نہیں کی بلکہ وہ بمباری بھی کرتے جا رہے تھے مجاہدین تیزی سے
ان کا نشانہ بننے لگے ان میں سے بیشتر نہتے تھے اگر کسی کے پاس
کوئی اسلحہ موجود بھی تھا تو وہ ان ہیلی کاپٹروں کے سامنے کھلونے
سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ رامبو اور موسیٰ غنی دونوں ہی اس
وقت نہتے تھے رامبو کے پاس اس کا پرانا خنجر موجود تھا لیکن وہ
ان ہیلی کاپٹروں کا اس خنجر سے کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔

رامبو نے ایک نظر ان مجاہدین کی طرف دیکھا جو روسی حملے
کا نشانہ بن رہے تھے تڑپ رہے تھے چیخ رہے تھے ان کی آنکھوں
سے شرارے سے پھوٹ رہے تھے لیکن وہ خود اس وقت بے بس تھا
لیکن اس نے اس آپا دھاپی کے باوجود اپنے اعصاب پر قابو پا رکھا تھا

اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں درّے سے کچھ فاصلے پر ایک
بھاری مشین گن نصب تھی لیکن اس مشین گن اور رامبو کے درمیان
ایک کھلا میدان حائل تھا جس کو عبور کرتے ہوئے وہ کسی بھی ہیلی کاپٹر
کی گولیوں کا نشانہ بن سکتا تھا مشین گن کی خاموشی بتا رہی تھی کہ
اس کا استعمال کرنے والا ابھی خاموش ہو چکا ہے۔ رامبو نے ایک
لمحے میں اس مشین گن تک پہنچنے کا فیصلہ کر لیا اس نے موسیٰ غنی
کو اپنے ساتھ ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے مشین گن کی طرف
دوڑ لگا دی۔

ہیلی کاپٹر میں موجود ایک روسی نے رامبو کو تیزی سے دوڑتے
ہوئے دیکھ لیا تھا پہلے تو وہ ایک امریکی کو دیکھ کر حیران ہوا پھر
اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ رامبو کی طرف بدل دیا اس کے ساتھ ہی
اس نے اپنی گنوں کے دہانے بھی کھول دیئے تھے۔

رامبو کے چاروں طرف موت برسنے لگی تھی لیکن اس کے
قدموں میں جنبش نہیں آئی تھی بلکہ اس نے اپنی رفتار مزید بڑھا دی
اسے ہر حال میں مشین گن تک پہنچنا تھا اس نے یہ فیصلہ کر لیا
تھا اور دنیا کی کوئی طاقت اسے اس کے ارادے سے باز نہیں رکھ
سکتی تھی۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ ہیلی کاپٹر سے برستی ہوئی گولیوں
نے ابھی اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ لیکن ہیلی کاپٹر قریب
ہوتا جا رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر اور قریب آ گیا لیکن رامبو ایک ٹوٹی ہوئی دیوار تک
پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا وہ عمارت بمباری سے تباہ ہو چکی تھی
موسیٰ غنی بھی تیزی سے دوڑتا چلا آ رہا تھا اور وہ ہیلی کاپٹر ان کے کچھ
قریب پہنچ چکا تھا۔

رامبو نے چھلانگ لگا کر ٹوٹی ہوئی دیوار عبور کر لی موسیٰ غنی
نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔ اس وقت وہ ہیلی کاپٹر گولیوں کی بوچھاڑ
کرتا ہوا ان کے سروں سے گزر گیا۔ اگر انہیں بروقت اس دیوار کا
سہارا نہیں مل جاتا تو ان کے جسم ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے۔
مشین گن کا فاصلہ اب زیادہ نہیں تھا۔ ہیلی کاپٹر گولیاں برساتا ہوا
آگے نکل گیا تھا۔ اس کو پلٹنے اور رامبو تک پہنچنے میں یقینی طور پر کچھ
وقت لگتا رامبو نے اس مہلت سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا اس
نے موسیٰ غنی کو وہیں رکنے کی ہدایت کی اور تیزی سے مشین گن
کی طرف دوڑ لگا دی۔ رامبو کی خوش قسمتی تھی کہ میگزین چڑھا
ہوا تھا مشین کسی قدر بلند جگہ پر نصب تھی اور اس کے ایک طرف
ایک مورچہ بنا ہوا تھا۔

رامبو ادھر مشین گن تک پہنچا ادھر ہیلی کاپٹر نے اپنا رخ تبدیل
کر لیا۔ اس کے پائلٹ نے بھی رامبو کو دیکھ لیا تھا۔ یہ مشین گن ان کے
لئے خطرناک بھی ہو سکتی تھی لہٰذا اب یہ ضروری ہو گیا تھا کہ اس امریکی
کو ختم کر دیا جائے اس نے اپنا ہیلی کاپٹر رامبو کی طرف کر دیا اور رامبو

نے مشین گن کا دھانہ کھول دیا۔ لیکن مشین گن کی گولیاں ہیلی کاپٹر کے جسم سے ٹکرا کر بے اثر ہوتی جا رہی تھیں رامبو نے وہاں سے فرار ہونے کے بجائے ہیلی کاپٹر کے ونڈ اسکرین کو نشانہ بنانے کا فیصلہ کر لیا اس نے مشین گن کا رخ ہیلی کاپٹر کے ونڈ اسکرین کی طرف کر دیا۔ مشین گن کی گولیوں اور ہیلی کاپٹر کا فاصلہ اس قدر کم رہ گیا تھا کہ پائلٹ کے لئے اب اس کا رخ تبدیل کرنا ممکن نہیں رہا تھا۔ آخر ہیلی کاپٹر ایک دھماکے سے تباہ ہو گیا۔ ہر طرف شعلے بکھر گئے تھے۔

موسیٰ غنی حیرت سے اپنے اس سیاح مہمان کی بہادری کو دیکھ رہا تھا۔ وہ یہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھا کہ اس کا یہ مہمان ایک بہترین کھلاڑی ہے یا ایک نڈر اور بہادر سپاہی۔ اس کی نگاہیں رامبو پر جمی ہوئی تھیں دوسرے ہیلی کاپٹر نے اپنے ساتھی کا انجام دیکھ لیا تھا اسی لئے اس نے تیزی سے رخ بدل کر رامبو پر حملہ کر دیا۔ جو دوسری طرف متوجہ تھا۔ موسیٰ غنی نے دیکھ لیا کہ ہیلی کاپٹر رامبو کے بہت قریب پہنچ چکا ہے اور رامبو کسی بھی لمحے اس کا شکار ہو سکتا ہے اس نے چیخ کر رامبو کو خبردار کیا۔ رامبو نے بھی ہیلی کاپٹر کو دیکھ لیا تھا لیکن اب اس کے پاس اس دوسرے ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنانے کا وقت نہیں تھا اس نے فوراً ہی جست لگائی اور مورچے میں اتر گیا۔ اس کی یہ جست اتنی بروقت تھی کہ اس وقت ہیلی کاپٹر گولیاں برساتا ہوا گزر گیا تھا۔ اس دوسرے ہیلی کاپٹر کا پائلٹ فلاسکی تھا۔

فلاسکی نے میدان کا ایک چکر لگایا اس نے امریکی کی طرف سے فی الحال اپنی توجہ ہٹالی تھی۔ میدان میں چاروں طرف لاشیں بکھری ہوئی تھیں ان میں انسانوں کی لاشوں کے ساتھ ساتھ گھوڑوں کی لاشیں بھی شامل تھیں روسیوں کو اس حملے میں اچھی خاصی کامیابی حاصل ہوئی تھی انہوں نے تقریباً دو تہائی مجاہدین کا خاتمہ کر دیا تھا جبکہ ان کا صرف ایک ہیلی کاپٹر تباہ ہوا تھا اور یہ نقصان نہ ہونے کے برابر تھا۔ پھر بھی فلاسکی کو غصہ آ رہا تھا اس امریکی پر جس نے اس کا ہیلی کاپٹر تباہ کیا تھا میدان میں اس وقت چونکہ کوئی حرکت نہیں دکھائی دے رہی تھی اس لئے انہوں نے واپسی کا فیصلہ کیا اور واپس ہو لئے۔

ہیلی کاپٹروں کے جانے کے بعد اس میدان میں بچی کھچی زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے زخمی کراہنے لگے جو بچ گئے تھے وہ کھڑے ہونے لگے موسیٰ غنی بھی دیوار کے عقب سے باہر آ گیا رامبو بھی مورچے سے باہر نکل آیا تھا مجاہدین اس عظیم نقصان سے دل برداشتہ نہیں ہوئے تھے لیکن انہیں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ جگہ اب محفوظ نہیں ہے اس لئے یہاں سے پیچھے ہٹ جانا چاہیئے تاکہ دوبارہ اپنی قوتوں کو مجتمع کر کے روسیوں کی یلغار کو روک سکیں انہیں ہر حال میں اپنے جانی نقصانات کو کم سے کم کرنا تھا اور وہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ یہاں سے پیچھے ہٹ جایا جائے۔

اس حملے کے دوران تنھا گل زار، رامبو اور موسیٰ غنی سے بچھڑ گیا تھا لیکن اس نے اس بھاگ دوڑ کے دوران اپنے لئے ایک پناہ گاہ تلاش کر لی تھی اور وہ اس پناہ گاہ میں چھپا ہوا اس جنگ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ خود تو محفوظ تھا لیکن رامبو کی طرف سے فکر مند تھا اس نے رامبو کو ہیلی کاپٹر تباہ کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس وقت اس کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا تھا۔ پھر جب ہیلی کاپٹر کے جانے کے بعد موسیٰ غنی اور رامبو باہر نکلے تو وہ دوڑتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔

ظفرل واپس جانے والے قافلے کو مختلف ہدایتیں دینے میں لگا ہوا تھا۔ لوگ اپنا بچا کھچا سامان ٹرک پر لاد رہے تھے کہ موسیٰ غنی رامبو اور گل زار کے ساتھ وہاں پہنچ گئے رامبو کو دیکھتے ہی ظفرل اس سے مخاطب ہوا۔

"رامبو! یہ جگہ اب غیر محفوظ ہے اس لئے اب ہمیں یہاں سے کوچ کرنا چاہیئے۔"

"کیا روسیوں کے کیمپ پر حملے کے پروگرام کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے؟" رامبو نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"نہیں۔ ہم اس پروگرام کو ختم نہیں کر رہے ہیں بلکہ وقتی طور پر اسے ملتوی ضرور کر رہے ہیں اور اس کی دو وجوہات ہیں ایک تو پہلے اپنے لئے کوئی محفوظ ٹھکانہ تلاش کرنا دوسرا یہ کہ مجاہدین کی نئی کمک کا انتظار۔"

"لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ روسیوں کے اس کیمپ پر حملہ کرنے کے لئے ہمیں زیادہ آدمیوں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

"کیا تم نے کوئی لائحہ عمل مرتب کیا ہے۔"

"ہاں۔ اس کے لئے میرے ذہن میں ایک واضح پروگرام موجود ہے۔"

"اگر تم مناسب سمجھو تو ہمیں بھی بتا دو۔"

"اس کیمپ پر صرف دو آدمی حملہ کریں گے۔ جس میں ایک میں ہوں گا اور دوسرا میرا ساتھی موسیٰ غنی۔ ہمارا طریقہ کار گوریلا جنگ جیسا ہو گا۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم صرف دو آدمی اس کیمپ کو برباد کر سکو گے۔ جبکہ تم لوگوں کے پاس کسی قسم کا کوئی جدید اسلحہ بھی موجود نہیں ہے۔"

"تم اس کی فکر مت کرو۔ ہمارے پاس اپنی ضروریات کے لئے بہت کچھ ہے۔"

"لیکن میں تم لوگوں کو خودکشی کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

"ہم اپنی ذمے داری پر یہ کام انجام دیں گے۔" رامبو نے اتنا کہہ کر موسیٰ غنی کی طرف دیکھا "کیوں موسیٰ غنی۔ میرا ساتھ دینے کو تیار ہو۔"

"رامبو مجھے تمہارے ساتھ اس مشن میں شامل ہونے پر بہت خوشی ہوگی۔ کیونکہ دراصل یہ کام ہمارا ہے جسے تم انجام دو گے۔" موسیٰ غنی نے خوش دلی کے ساتھ اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا۔

"میں بھی لڑوں گا۔" گل زار اچانک بول پڑا۔ "ہمیں ہر حال میں روسیوں سے لڑنا چاہئے۔"

"کیا تمہیں جنگ کرنے سے خوشی ہوتی ہے۔" رامبو نے گل زار سے دریافت کیا۔

"نہیں۔ جنگ ویسے تو بری چیز ہے لیکن جب کوئی دشمن زبردستی ہمارے علاقوں پر قبضہ کرنے لگے ہمیں برباد کرنے کے منصوبے بنانے لگے ہم پر بمباری کرے ہمارے گھروں کو تباہ کردے تو اس کے ساتھ جنگ ضرور کرنی چاہئیے۔" گل زار نے ایک جوش کے ساتھ جواب دیا۔ لیکن اس کے لہجے میں غم کا تاثر نمایاں تھا۔

"رامبو! میں چاہتا ہوں تم ایک بار پھر اپنے پروگرام پر نظرثانی کرلو۔" ظفرل نے رامبو کو مخاطب کیا۔

"یہ میرا اصول ہے ظفرل کہ جب ایک بار یہ فیصلہ کرلوں اس پر ہر حال میں عمل کرتا ہوں۔" رامبو نے کہا۔ "انجام چاہے کچھ بھی ہو۔"

"رامبو۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے تم کوئی تربیت یافتہ گوریلے ہو۔ تمہارا اعتماد اس بات کی چغلی کھا رہا ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو تم نے ظاہر کیا ہے بلکہ تم کچھ اور ہو۔" ظفرل نے رامبو کو غور سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

رامبو نے اس سوال کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"کیا تم کسی خاص مشن پر آئے ہو رامبو؟" ظفرل نے دوسرا سوال کیا۔

رامبو اس بار بھی خاموش رہا۔

"ٹھیک ہے رامبو۔" ظفرل نے ایک گہری سانس لی۔ "اگر تم اپنے ارادے میں اٹل ہو تو میں رکاوٹ نہیں بنوں گا۔ میں تم دونوں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔"

ظفرل نے گہری نگاہوں سے رامبو کی طرف دیکھا پھر ایک طرف مڑ گیا۔

"رامبو میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔" گل زار نے اچانک رامبو کو مخاطب کیا۔

"نہیں لڑکے۔ تم اس قافلے کے ساتھ جاؤ گے۔" موسیٰ غنی نے ننھے مجاہد کو سختی سے منع کیا۔

گل زار نے امید بھری نگاہوں سے رامبو کی طرف دیکھا۔ لیکن جب رامبو کی طرف سے بھی کوئی حوصلہ افزائی نہیں ہوئی تو وہ دل برداشتہ ہو کر ایک طرف روانہ ہو گیا۔

☆ ☆ ☆

رات کی تاریکی نے پوری وادی کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔

لیکن تہہ خانے میں بند قیدیوں کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی کہ اس وقت دن ہے یا رات۔ انہیں تہہ خانے سے باہر کے حالات کا کوئی علم نہیں تھا وہ تو صرف اتنا جانتے تھے کہ ان کے جسموں پر روسیوں کے تشدد کے کتنے نشانات ہیں۔

انہی قیدیوں میں میکنن بھی تھا جس کے سامنے فلاسکی قہر کا دیوتا بنا ہوا اکڑا تھا۔ غصے کی شدت نے اس کے خدوخال مسخ کر دیئے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر میکنن کو ایک ٹھوکر رسید کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم نہیں بتاؤ گے کہ رامبو کون ہے۔"

میکنن اذیت سے کراہ کر رہ گیا گرچہ وہ رامبو کے پورے ریکارڈ سے واقف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس شخص نے تنہا ہونے کے باوجود کیسے کیسے کارنامے انجام دیئے ہیں۔ لیکن اس تشدد سے بھرے ہوئے عقوبت خانے میں اسکی موہوم سی وہ امید بھی دم توڑنے لگی تھی جو اس نے رامبو کی ذات سے وابستہ کرلی تھی اب اسے کوئی امید نہیں تھی کہ اتنے سخت پہرے کے باوجود رامبو اس تک پہنچنے میں کامیاب ہوگا جب وقت اس نے فلاسکی سے رامبو کا سنا تھا اس وقت اس کے بدن میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی۔ اس کی مایوسیاں ختم ہونے لگی تھیں لیکن اب وہ مایوسیاں دوبارہ اس پر مسلط ہو گئی تھیں آخر رامبو ایک انسان ہی ہے۔ اس کے بدن پر بھی گولیاں اثر کر سکتی تھیں۔ اور یہاں تو قدم قدم پر گولیاں برسانے والی مشینوں کے دہانے کھلے ہوئے ہیں ایسے حالات میں رامبو کا اس تک پہنچنا ناممکن ہی ہو گیا تھا۔

میکنن کو نہیں معلوم تھا کہ رامبو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے کیمپ کے پاس پہنچ چکا ہے جہاں خاردار تاروں کی باڑھ لگا کر حدبندی کردی گئی تھی۔

رامبو اور موسیٰ غنی ان خاردار تاروں سے سو گز کے فاصلے پر پیٹ کے بل سانپ کی طرح تیزی سے بے آواز بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ موسیٰ غنی نے اپنے ہاتھ میں رائفل سنبھال رکھی تھی وہ بہت ہی چوکنا انداز میں آگے بڑھ رہا تھا جبکہ رامبو موسیٰ غنی سے آگے تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک خنجر دبا ہوا تھا۔ موسیٰ غنی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ رامبو اپنے خنجر سے کیا کام لے سکتا ہے لیکن جب اس نے رامبو کو رک رک کر اپنے آگے کی زمین کو کریدتے ہوئے دیکھا تو حیران

رہ گیا۔ رامبو کی یہ حرکت بھی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ وہ آخر زمین کو کیوں کریدے جا رہا تھا۔ پھر جب رامبو نے زمین کے ایک حصے سے بارودی سرنگ نکال کر راستہ صاف کیا تو اس کا دل چاہا کہ وہ خوشی سے اٹھ کر رامبو کو گلے لگا لے۔ یہ شخص اس کی توقع سے زیادہ حیرت انگیز ثابت ہوا تھا۔

رامبو چونکہ ایک تربیت یافتہ گوریلا تھا اس لئے اسے علم تھا کہ ایسی جگہوں پر کس قسم کے حفاظتی انتظامات ہو سکتے ہیں۔ اس لئے وہ ان بارودی سرنگوں کی نہ صرف نشاندہی کرتا جا رہا تھا بلکہ انہیں راستے سے ہٹاتا جا رہا تھا۔

رامبو بالآخر خاردار تار تک پہنچ گیا۔ لیکن اس تار کو عبور کرنے کے بجائے وہ اس کی ساخت کا جائزہ لینے لگا۔

رامبو کا یہ اندازہ لگانے میں دشواری نہیں ہوئی تھی کہ ان تاروں سے خطرے کے الارم منسلک کر دیئے گئے تھے اگر ان تاروں کو کاٹنے کی کوشش کی جاتی یا ان کے درمیان سے گزرا جاتا تو تاروں سے منسلک کڑیاں فوراً الارم بجا دیتیں اور وہاں اتنا شور برپا ہو جاتا کہ ہر طرف سے روسی اسی جانب دوڑ پڑتے۔

اس کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہو گئیں اس نے ان تاروں کی ساخت سمجھ لی تھی اور اب انہیں شکست دینے کا مسئلہ تھا۔ پھر کچھ سوچ کر اس نے پشت کے بل رینگنا شروع کر دیا آہستہ آہستہ انچ بہ انچ وہ ان تاروں سے قریب ہوتا جا رہا تھا اس کی ذرا سی بے احتیاطی ان تاروں سے منسلک ہنگامے کو بیدار کر سکتی تھی۔ اس لئے اسے بہت احتیاط سے کام لینا تھا بہت آہستہ آہستہ اس نے اپنی سانسیں تک روک لی تھیں۔ اس کی نگاہیں سانپ کی آنکھوں کی طرح ان تاروں پر مرکوز تھیں تار قریب آتے جا رہے تھے۔ اور قریب اس کے سر کے اوپر آئے اس کے چہرے پر آئے۔ وہ کچھ اور سرک گیا۔ وہ تار اب اس کے سینے پر تھے پھر کمر کے اوپر آئے۔ اور وہ ان تاروں کے درمیان سے بخیریت نکل گیا۔ وہ الارم کو بیدار کئے بغیر دوسری طرف آنے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن موسیٰ غنی سے یہ نہیں ہو سکا تھا۔

اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ ان تاروں سے ہنگامے وابستہ کر دیئے گئے ہیں اس لئے اس نے تاروں پر دھیان نہیں رکھا۔ وہ پیٹ کے بل ان تاروں کے نیچے سے گزرنے کی کوشش کرنے لگا اور اسی کوشش میں اس کی پشت تاروں سے ٹکرا گئی۔ پشت کے ٹکراتے ہی تاروں میں تناؤ پیدا ہو گیا اور ان تاروں سے منسلک کڑا آہستہ آہستہ اپنی جگہ چھوڑنے لگا اس سے پہلے کہ وہ کڑا پوری طرح اپنی جگہ سے ہٹتا اور خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگتیں رامبو نے ہاتھ بڑھا کر اس کڑے کو پکڑ لیا تاروں کا تناؤ یکلخت ختم ہو گیا خطرہ ٹل گیا تھا۔

ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف مسکرا کر دیکھا رامبو نے اشارے سے اسے ہوشیار رہنے کی تلقین کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ دونوں وہاں سے آگے بڑھتے اسی وقت ایک ہلکی سی آواز نے ان دونوں کو بری طرح چونکا دیا بیک وقت وہ دونوں ہی کسی چیتے کی طرح مڑے لیکن ان کے عقب میں ننھا گلزار اپنی رائفل لئے موجود تھا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور نگاہوں میں تو مطلک کی چمک رامبو اسے دیکھ کر ایک گہری سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے سوچا ہی نہیں ہوگا کہ یہ بچہ ان کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچ جائے گا بہرحال اب اسے واپس بھی نہیں بھیجا جا سکتا تھا اس لئے ان دونوں نے اسے اپنے ساتھ ہی لے لیا۔

کچھ دور چلنے کے بعد رامبو نے موسیٰ غنی کو اشارہ کیا کہ وہ گلزار کو اپنے ساتھ لے جائے اور خود دوسری طرف بڑھ گیا۔ اب وہ کیمپ کے بیرونی حصے میں داخل ہو چکے تھے یہاں قدم قدم پر موت تھی متعدد روسی تھے جو ذرا سی آہٹ ملنے پر گولیوں کی بارش کر سکتے تھے اندھیرے میں دور تک روشنی پھینکنے والی سرچ لائٹس تھیں۔ اتنی دشواریوں کے بعد ہی وہ عمارت کے مرکزی حصے میں داخل ہو سکتے تھے رامبو کو اندازہ تھا کہ دشواریاں اب شروع ہوئی ہیں۔ ابھی تک وہ لوگ کیمپ سے باہر سفر کرتے رہے تھے لیکن اب دشمنوں کی کچھار میں پہنچ چکے تھے اور اپنے مقام پر رہنے والا گیدڑ بھی شیر کی طرح ہوا کرتا ہے۔

ابھی دو مرحلے اور تھے اور یہ دونوں جان لیوا اور دشوار تھے پہلا مرحلہ ٹینکوں والے میدان کا تھا اور دوسرا عمارتی پل کا تھا۔

رامبو ٹینکوں والے میدان میں پہنچ چکا تھا یہاں پہنچ کر وہ ایک جگہ دبک گیا اس کی نگاہیں پہریداروں پر لگی ہوئی تھیں جو بڑی مستقل مزاجی اور مستعدی سے پہرے دے رہے تھے رامبو نے اندازہ لگا لیا کہ ہر بیس قدم کے بعد ایک پہریدار کو کھڑا کیا گیا تھا اور ان کے درمیان سے گزرنا محال دکھائی دے رہا تھا اگر وہ کسی ایک کو قابو میں کرتا تو اتنی دیر میں دوسرا ہوشیار ہو سکتا تھا پھر دوسرا تیسرے کو خبردار کر دیتا اس طرح وہ پورا کیمپ ان لوگوں کے وجود سے باخبر ہو جاتا۔

رامبو ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ٹینکوں کی گڑگڑاہٹ سنائی دینے لگی اس نے گردن اٹھا کر سامنے کی طرف دیکھا تین عدد دیوہیکل ٹینک ایک دوسرے کے آگے پیچھے اس طرح چلے آ رہے تھے کہ ان تینوں کے درمیان اچھا خاصا فاصلہ تھا۔ یہ دیکھ کر رامبو کی آنکھیں چمک اٹھیں اس نے ایک انتہائی مشکل اور خطرناک فیصلہ کیا تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس فیصلے پر عمل کرنے سے پہلے کئی بار سوچتا لیکن رامبو فیصلہ کر لینے کے بعد انتظار کرنا نہیں جانتا تھا۔

دو ٹینک اس کے سامنے سے گڑگڑاتے ہوئے گزر گئے اور جب تیسرا ٹینک قریب آنے لگا تو رامبو دوڑتا ہوا اس ٹینک کے سامنے لیٹ گیا میں بھی کس قسم کی حماقتیں کرتا رہتا ہوں رامبو نے اس لمحے سوچا اگر کرنل اسٹاؤٹ یہ دیکھ لے تو شاید وہ یہ خیال کرے کہ رامبو نے خودکشی کا ارادہ کر لیا ہے یہ صریحاً خودکشی تھی لیکن رامبو نے اپنی زندگی دینے کا عزم کر رکھا تھا۔

وہ بہت سوچ کر اسی جگہ لیٹا تھا جہاں سرچ لائٹس کی لکیریں نہیں پہنچ نہیں پا رہی تھیں اس لئے یہ جگہ تاریک ہو گئی تھی سیلف رامبو کو دو باتوں کا خیال رکھنا تھا پہلی بات تو یہی تھی کہ جہاں وہ لیٹا ہے وہاں اندھیرا اتنا ہو کہ ٹینک چلانے والے کی نگاہ اس پر نہ پڑ سکے۔ اور دوسری بات یہ تھی کہ اس کا جسم ٹینک کے دونوں پہیوں کے درمیان رہے ان ہی دونوں باتوں پر اس وقت اس کی زندگی کا انحصار تھا۔

اگر ٹینک چلانے والا اسے دیکھ لیتا تو بھی اس کی موت تھی اگر ٹینک اس کے اوپر سے گزر جاتا تو بھی اسے ہلاک ہونا تھا لیکن ان دونوں میں سے کچھ نہیں ہوا۔ قسمت نے ایک بار پھر اس کا ساتھ دیا تھا نہ تو ٹینک چلانے والا اسے دیکھ سکا اور نہ ہی بھاری بھرکم ٹینک نے اس کے پرخچے اڑائے بلکہ وہ ٹینک کے دونوں پہیوں کے درمیان آ گیا تھا۔

ٹینک کے نیچے لوہے کی ایک سلاخ لگی ہوتی ہے رامبو نے اسی سلاخ کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا اب اس کا جسم زمین سے قدرے اٹھا ہوا اور پاؤں زمین سے رگڑ کھاتے ہوئے بڑھ رہے تھے یہ بہت ہی خطرناک سفر تھا فاصلہ چاہے جتنا بھی مختصر ہو اس کے خطرناک ہونے میں کوئی شک نہیں تھا رامبو جانتا تھا کہ اگر اس کا کوئی بھی پیر جھولتا ہوا کسی طرف کے پہیئے سے کسی زنجیر سے ٹکرا یا تو اس کے پیر کے پرخچے اڑ جائیں گے اس لئے اس نے پوری قوت ارادی کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے پیروں کو سیدھا رکھنے کی کوشش کی تھی اور اس کوشش میں وہ کامیاب بھی رہا تھا ٹینک اپنی مناسب رفتار سے سفر کرتا رہا اور رامبو اس کے نیچے چپکا رہا۔

پھر ٹینک اپنے مخصوص میدان میں پہنچ گیا یہاں اسے کھڑا ہو جانا تھا اس میدان میں آتے ہی رامبو نے سلاخ چھوڑ دی اور زمین سے چپک گیا وہ ٹینک اس کے اوپر سے گزر کر ایک طرف چلا گیا رامبو کی یہ بھی خوش قسمتی تھی کہ وہ اس وقت بھی میدان کے تاریک حصے میں تھا اس نے گردن اٹھا کر سامنے کی طرف دیکھا سامنے ایک جھاڑی دکھائی دے رہی تھی وہ دوڑتا ہوا جھاڑی کے پیچھے جا کر چھپ گیا ایک مرحلہ طے ہو چکا تھا اب دوسرا مرحلہ اس کے سامنے تھا۔

دوسرا مرحلہ وہ عارضی پل تھا جسے عبور کر کے دوسری طرف جانا تھا۔ اس پل پر کئی عدد مسلح پہریدار پہرے دینے میں مصروف تھے رامبو گہری نگاہوں سے اس پل کا جائزہ لیتا رہا وہ پل کے اوپر پہرہ دینے والوں کو بھی دیکھ رہا۔ تھا جو ہر دس بارہ قدم کے بعد مڑ جایا کرتے تھے اس طرح کوئی بھی ان کی اطلاع کے بغیر اس پل پر سے گزر نہیں سکتا تھا وہ بہت دیر تک اس پل کا جائزہ لیتا رہا پھر اسے یہ اندازہ ہو گیا کہ اس پل کو اس کے اوپر سے عبور نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے لئے کوئی اور طریقہ اختیار کرنا پڑے گا لیکن کوئی اور طریقہ اختیار کرنے کے لئے اس پل تک پہنچنا بہت ضروری تھا۔

اس نے سرچ لائٹس کی طرف دیکھا ان کی روشنیاں وقفے وقفے

زندگی ہی میں
اپنی آنکھوں کے
عطیہ کی وصیت کر دیجئے
تاکہ آپ کے بعد بھی آنکھیں کسی نابینا کا
سہارا بنیں۔

• اسلامی اصول ہمیشہ اہم اور شدید معاملات کو معمولی اور کم درجے کی باتوں پر فوقیت دیتے ہیں لہٰذا اگر ایک مردہ انسان کی آنکھ کا قرنیہ ایک زندہ انسان کی آنکھ میں منتقل کرنے سے مردہ جسم کی حفاظت سے زیادہ اہم اور بلند مقصد حاصل ہوتا ہے تو شرعی نقطۂ نگاہ سے اس کی اجازت ہے۔

—— مفتی اعظم مصر

قدیم فقہا کے اقوال و آراء کے پیش نظر نہ صرف مردہ اجسام سے حاصل کردہ آنکھوں کا زندوں کی بینائی کی بحالی کے لیے استعمال غیر اسلامی نہیں بلکہ یہ عین روح اسلامی کے مطابق ہے۔

—— اسلامی ریسرچ انسٹیٹیوٹ پاکستان

بحالی بینائی کے لئے آنکھوں کا عطیہ جائز ہے۔

—— مفتی محمد رفیق حسنی

کسی مسلمان کی آنکھ کا قرنیہ اسکی وصیت کے مطابق مرنے کے بعد کسی دوسرے انسان کے لگانا جائز ہے۔

—— آیت اللہ ابو القاسم
سربراہ مرجع فیضان جہاں حوزہ علمیہ

آنکھوں کا عطیہ صدقۂ جاریہ ہے۔
(شاہ بلیغ الدین)

سے پل کے آس پاس آ رہی تھیں اس نے وقفوں کی مدت کا اندازہ کر لیا اور تیزی سے پل کی طرف دوڑ پڑا کچھ ہی دیر کے بعد وہ پل کے قریب پہنچ چکا تھا اس کے اوپر کھڑے ہوئے پہریداروں کو اس کا تصور بھی نہیں تھا کہ پل کے نیچے ایک قیامت آ چکی ہے۔

وہ پل مکمل طور پر لوہے کا بنا ہوا تھا اس قسم کے پل جنگ کے دوران ہنگامی حالات میں فوج کے انجینئر تعمیر کر دیا کرتے ہیں تاکہ نقل و حمل میں فوجوں کو آسانی ہو جائے اس کے نیچے لوہے کے شہتیر تھے جو مناسب فاصلے سے لگائے گئے تھے اور ان شہتیروں کو ایک دوسرے سے ملانے کے لئے لوہے کی سلاخیں استعمال کی گئی تھیں۔

رامبو نے بڑی احتیاط سے لوہے کی ایک سلاخ اپنی گرفت میں لے لی لیکن اس نے اس سلاخ پر اپنے جسم کا وزن ڈالنے سے پہلے دوسری سلاخ میں اپنا پاؤں پھنسایا تھا اس طرح اس کے جسم کا توازن برقرار ہو گیا تھا وہ اگر چاہتا تو ان سلاخوں کے ذریعے لٹک لٹک کر بھی آگے بڑھ سکتا تھا لیکن اس کی اعلیٰ تربیت یہ جانتی تھی کہ اگر اس نے ایسا کیا تو اس کی اس حرکت سے پل میں لرزش پیدا ہو جائے گی اور یہ لرزش پہریداروں کو اس کی طرف متوجہ کر دے گی اسی لئے اس نے لٹک کر آگے بڑھنے کے بجائے چھپکلی کی طرح آگے بڑھنے کو ترجیح دی تھی اور پھر وہ اس طرح آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا۔

رامبو کو یاد آیا کہ اس نے سوچا کبھی نہیں تھا یعنی عمل کرنے کے دوران وہ ماحول سے پوری طرح بے نیاز ہو جاتا تھا لیکن اس مہم میں اسے سوچنا پڑ رہا تھا اس وقت بھی اس کی سوچ موسیٰ غنی اور گلزار کے لئے تھی۔ وہ دونوں اگرچہ خطرناک حد تک دلیر تھے لیکن وہ رامبو کی طرح تربیت یافتہ نہیں تھے ان کی ذرا سی غلطی ان کے لئے عذاب بن سکتی تھی۔ حالانکہ رامبو نے موسیٰ غنی کو اس طرف کارروائی کرنے کے لئے کہا تھا جس طرف فوجی بہت کم تھے اس کے باوجود اس کے دل میں ان دونوں کی طرف سے خدشہ لگا ہوا تھا۔

بہرحال وہ انہی اندیشوں میں گھرا پل کے نیچے اپنا سفر کرتا رہا پھر اس نے ان دونوں کی طرف سے اپنا دھیان ہٹا لیا۔ وہ اس وقت پل عبور کر لینے کے مرحلے میں تھا اور پل عبور کرتے ہی وہ بھاری مشین گن کی زد میں تھا جسے کچھ بلندی پر نصب کیا گیا تھا اور جو ان تینوں کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ اس مشین گن کو ہر حال میں خاموش کرنا تھا ورنہ اس کی موجودگی ان کے لئے وبال بن کر رہ جاتی۔

اس مشین گن کے پاس صرف ایک فوجی کھڑا تھا اس طرف روشنی نہیں تھی تاریکی میں اس فوجی کا صرف خاکہ دکھائی دے رہا تھا لیکن اس کے کھڑے ہونے کے انداز سے یہ ظاہر ہو رہا تھا جیسے یہاں بہت اطمینان ہو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی دشمن اتنی رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے مشین گن تک بھی پہنچ سکتا ہے اس کے خیال میں یہ جگہ پورے کیمپ میں سب سے محفوظ تھی اس لئے بہت آرام سے کھڑا کسی روسی نغمے کے بول گنگنا رہا تھا۔

رامبو نے اس ٹیلے کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ سانپ بھی رینگتے ہوئے سرسراہٹ پیدا کیا کرتا ہے لیکن رامبو کے رینگنے سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی وہ بہت آہستہ آہستہ رینگ رہا تھا اس نے اس وقت اپنی سانسیں تک روک رکھی تھیں اس کی نگاہیں اس پہریدار پر لگی ہوئی تھیں اور وہ آہستہ آہستہ رینگتا جا رہا تھا۔

بالآخر وہ ٹیلے تک پہنچ گیا۔ وہ پہریدار ابھی تک اس کی آمد سے بے خبر تھا۔ یہاں پہنچ کر رامبو نے اپنا خنجر نکال لیا اور کھڑا ہو کر فوجی کی طرف بڑھنے لگا اس نے یہاں بھی احتیاط برتی تھی۔ لیکن نہ جانے کس طرح ایک پتھر اس کے پیر کی ٹھوکر سے لڑھک گیا۔ آہٹ ہوتے ہی پہریدار تیزی سے مڑا لیکن اس وقت تک رامبو اس کے سر پر پہنچ چکا تھا پہریدار کے اوسان خطا ہو گئے وہ سکتے میں رہ گیا تھا جیسے اس نے اپنے سامنے کسی بلا کو دیکھ لیا ہو پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنے آپ میں آ کر کوئی کارروائی کر سکتا رامبو نے اپنا خنجر اس کے سینے میں اتار دیا اس کے ساتھ ہی اس نے پہریدار کے منہ پر اپنا ہاتھ بھی جما دیا تاکہ اس کی چیخ اس کے سینے تک ہی رہ جائے۔

مشین گن بردار خاموش ہو چکا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رامبو نے خنجر اس کے لباس سے صاف کر کے دوبارہ اڑس لیا وہ اب بڑی حد تک اطمینان محسوس کر رہا تھا اس نے روسیوں کی دفاعی لائن کی ایک مضبوط کڑی توڑ دی تھی وہ ایک طرف کھڑا ہو کر کیمپ کا جائزہ لینے لگا اس کیمپ میں روشنی ہو رہی تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ یہاں روشنی کا بھی معقول انتظام کیا گیا تھا اس نے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں پھر اسے مورچے کے برابر سے ایک تار گزرتا دکھائی دے گیا اس تار کا ایک سرا کسی اور طرف چلا گیا تھا جبکہ اس کا دوسرا سرا کیمپ کی سمت جا رہا تھا یہ یقیناً بجلی کا تار تھا رامبو نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور پھر ایک جھٹکے سے تار کھینچ لیا اس کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا وہ بجلی کا تار تھا کیمپ میں اندھیرا ہو چکا تھا۔

* * * * * * * *

موسیٰ غنی کے لئے بھی گلزار کی موجودگی ایک امتحان بن گئی تھی۔

لیکن اس بچے کو اب واپس بھی نہیں بھیجا جا سکتا تھا۔ جذبۂ جہاد اسے رامبو اور موسیٰ غنی تک کھینچتا ہوا لے آیا تھا اور اب وہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں میں رائفل پکڑے ہوئے موسیٰ غنی کے ساتھ چل رہا تھا یہ دونوں جس علاقے میں تھے وہاں قدم قدم پر مسلح پہریداروں کی شکل میں موت کھڑی تھی۔ یہ موت ان کے لئے بہت آسانی سے ان کے قریب پہنچ سکتی تھی لیکن وہ اپنا مقصد حل کئے بغیر مرنا نہیں چاہتے تھے موسیٰ غنی یہ دیکھ رہا تھا کہ ان لوگوں کے لئے ایک غیر ملکی شخص کتنا کام کر رہا ہے رامبو اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر یہاں تک اس طرح چلا آیا تھا جیسے یہ جنگ اسی کی ہو حالانکہ یہ جنگ تو موسیٰ غنی، گلزار اور ان کی قوم کی جنگ

تھی بہرحال موسیٰ غنی کو بھی رامبو کی طرح ہوشیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے گلزار کے ساتھ اس جگہ تک پہنچا تھا جس کی نشاندہی رامبو نے کر دی تھی رامبو نے اس وقت بھی اپنا خیال نہیں رکھا تھا اس نے اس مہم کا مشکل حصہ اپنے لئے رکھا تھا یعنی کیمپ میں داخل ہونا جبکہ موسیٰ غنی اور گلزار کو نسبتاً آسان کام سونپا گیا تھا یعنی بموں کو مقررہ مقامات پر لگاتے جانا۔

وہ دونوں پہرے داروں کی چوکس نگاہوں سے بچتے بچاتے اس مقام تک پہنچ ہی گئے جس کی نشاندہی پہلے سے کر دی گئی تھی۔ ان دونوں کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہو رہی تھی کیونکہ یہ گفتگو کا نہیں بلکہ تیز رفتاری سے عمل کرنے کا وقت تھا موسیٰ غنی نے یہاں پہنچ کر اپنے تھیلے سے ٹائم بم نکال نکال کر انہیں ایسے مقامات پر چپکانے لگا جہاں سے یہ بم زیادہ سے زیادہ نقصان پھیلا سکیں یہی اس کی تربیت تھی اسے سمجھایا گیا تھا کہ اسلحہ کا استعمال اس طرح کرو کہ ان کی افادیت زیادہ سے زیادہ سامنے آئے کیونکہ جنگ کے وقت انسان کی اہمیت کم اور اسلحہ کی اہمیت زیادہ ہو جاتی ہے۔

موسیٰ غنی کے لئے یہ مہم شروع ہی سے ناممکن تھی اس نے اس کیمپ تک پہنچنے کے خیال ہی کو رد کر دیا تھا وہ جانتا تھا کہ اس محفوظ ترین کیمپ تک پہنچنا ناممکن ہے اسی لئے موسیٰ غنی اور اس کے ساتھیوں نے اس کیمپ تک پہنچنے کا پہلے کوئی منصوبہ نہیں بنایا تھا۔ لیکن اب رامبو کی حکمت عملی نے اس مشکل مرحلے کو اتنا آسان کر دیا تھا کہ اسے حیرت ہونے لگی تھی اب وہ اس قابل ہو گیا تھا کہ اس محفوظ ترین کیمپ پر تباہی نازل کر سکے۔ اس کی برسوں کی خواہش آج پوری ہو رہی تھی وہ چاہتا تھا کہ یہ کیمپ اس طرح تباہ ہو جائے کہ روسی ایک عرصے تک اس زخم کو چاٹتے رہ جائیں اس کیمپ پر اسی طرح آگ اور بارود کی بارش ہو جس طرح وہ افغان بستیوں پر برسایا کرتے ہیں۔

اس نے کئی ٹائم بم مختلف مقامات پر لگا دئیے ہر ایک میں اس نے وقت مقرر کر دیا تھا یہ وقت زیادہ نہیں تھا ٹھیک آدھ گھنٹے کے بعد اس کیمپ پر قیامت نازل ہونے والی تھی۔ وہ ٹائم بم لگاتا جا رہا تھا اور گلزار اس کے قریب کھڑا بڑی ہوشیاری سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اچانک اسے بھاری جوتوں کی آوازوں کے ساتھ دو فوجی اس طرف آتے ہوئے دکھائی دے گئے جس طرف موسیٰ غنی اپنی کارروائیوں میں مصروف تھا۔

اس نے فوراً موسیٰ غنی کو ہوشیار کیا اور وہ دونوں ایک کھڑے ہوئے فوجی ٹرک کے نیچے رینگ گئے وزنی جوتوں کی آہٹ ان کے قریب آ کر رک گئی وہ دونوں فوجی ٹرک کے پاس کھڑے ہو کر آپس میں باتیں کرنے لگے تھے ان کی گفتگو چونکہ روسی زبان میں ہو رہی تھی اس لئے موسیٰ غنی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ ابھی ان دونوں کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ہر طرف تاریکی چھا گئی۔

اس کیمپ پر یہ تاریکی رامبو نے مسلط کر دی تھی۔

اندھیرا ہوتے ہی تمام فوجی اپنی اپنی جگہ کس ہو گئے یہ پہلا موقع تھا

اگر خدا مجھے کچھ عرصے کے لیے اعلیٰ قسم کے بھونکنے اور کاٹنے کی طاقت عطا فرما دے تو جنون انتقام میرے پاس کافی مقدار میں ہے۔ رفتہ رفتہ سب کتے علاج کے لیے کسولی پہنچ جائیں۔ انگریزی میں ایک مثل مشہور ہے کہ بھونکتے ہوئے کتے کاٹا نہیں کرتے۔ یہ بجا ہے۔ لیکن کون جانے کہ ایک بھونکتا ہوا کتا کب بھونکنا بند کر دے اور کاٹنا شروع کر دے۔

کتے — پطرس بخاری

مرسلہ: ساجدہ سلطانہ - شاہ فیصل کالونی

کہ اس کیمپ میں اس طرح اچانک اندھیرا ہو گیا تھا چند فوجیوں نے کتوں کی زنجیریں اپنے ہاتھوں میں لے لیں وہ سب پکار پکار کر ایک دوسرے کو ہوشیار کر رہے تھے لیکن ان کی سمجھ میں ابھی تک کچھ بھی نہیں آیا تھا۔ ان میں سے اکثر کا یہ خیال تھا کہ شاید کسی فنی خرابی کی وجہ سے بجلی کی رو منقطع ہو گئی ہے اس کے باوجود وہ ہوشیار ہو گئے تھے ان کی تربیت بھی اسی انداز سے کی گئی تھی۔

اندھیرا ہونے کے بعد رامبو بھی چند لمحوں تک کچھ دیکھنے سے قاصر رہا تھا اتنا مکمل اندھیرا اس نے بہت دنوں کے بعد دیکھا تھا بہت پہلے ویت نام کے جنگلوں میں اس نے ایسے اندھیرے کا تجربہ کیا تھا وہ اندھیرا ایسا تھا جیسے سیاہی گاڑھی ہو کر ہر طرف پھیل گئی ہو اپنا جسم بھی اس اندھیرے میں دکھائی نہیں دیتا تھا اس کے علاوہ وہاں اندھیرے کے ساتھ ساتھ موت کا خوف بھی چھپا ہوا تھا نہ جانے کس درخت کی آڑ سے موت کس شکل میں سامنے آ جائے اب یہاں رامبو کو ویسا ہی تجربہ ہو رہا تھا اتنا ہی گاڑھا اندھیرا اور ویسا ہی چھپے ہوئے دشمنوں کا خوف جو اس کی آہٹ پاتے ہی اس پر جھپٹ پڑ سکتے تھے۔

رامبو کچھ دیر تک انتظار کرتا رہا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اندھیرا ہونے کے بعد دشمن کی سرگرمیاں کتنی تیز ہو جاتی ہیں لیکن جب اس نے محسوس کیا کہ روسی اس اندھیرے کو کسی فنی خرابی کا نتیجہ سمجھ رہے ہیں تو وہ ان کے اس اطمینان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عمارت میں داخل ہو گیا اس نے اپنے قدموں کی آہٹ نہیں ہونے دی تھی وہ بلی کی طرح بے آواز قدموں چل رہا تھا۔ عمارت مضبوط پتھروں کی بنی ہوئی تھی برقی رو منقطع ہونے کی وجہ سے اس کا دروازہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ رامبو عمارت کی دیوار کے ساتھ ساتھ چپکا ہوا آگے کھسکتا رہا پھر دروازے میں داخل ہوا اندھیرا۔ ہر طرف مکمل اندھیرا اور اس اندھیرے میں دوڑتے بھاگتے قدموں کی آوازیں رچی ہوئی تھیں یہ روسی سپاہی

بھیڑ جو اندھیرے کا سبب معلوم کرنے کے لئے دوڑ رہے تھے۔

رامبو نے یہاں پہنچ کر اپنی سانسیں تک روک لی تھیں وہ دشمنوں کی کچھار میں داخل ہو چکا تھا۔ ٹائم بموں کا وقت کم ہوتا جا رہا تھا اب تباہی پھیلنے میں پچیس منٹ رہ گئے تھے پھر اس اندھیرے میں رامبو کو روشنی کی ایک کرن دکھائی دے گئی یہ کرن آخری کونے سے آ رہی تھی۔ وہ اسی طرح دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا اس روشنی کے قریب پہنچ گیا یہ ایک تہہ خانہ تھا جس کے اندر روشنی کا شاید کوئی بندوبست کیا گیا تھا۔

تہہ خانے سے باہر کوئی حرکت نہیں تھی شاید تہہ خانے سے باہر متعین لوگ اندھیرے کا سبب معلوم کرنے کے لئے ادھر ادھر چلے گئے رامبو کو ان کی غیر موجودگی غنیمت محسوس ہوئی اور وہ بے دھڑک تہہ خانے میں داخل ہو گیا یہاں آ کر اس کو احساس ہوا کہ وہ جسے تہہ خانہ سمجھ رہا تھا وہ ایک مکمل عمارت تھی جو زیرِ زمین تعمیر کی گئی تھی۔ یہاں آتے ہی اس نے ایک تاریک گوشے کی طرف چھلانگ لگا دی تھی لیکن یہاں بھی کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا شاید یہ لوگ اپنے انتظامات سے اس درجہ مطمئن تھے کہ انہوں نے اس علاقے کی نگرانی کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی تھی ان کا خیال تھا کہ دشمن یہاں تک رسائی حاصل کر ہی نہیں سکتا۔

تاریک گوشے میں چھپے چھپے رامبو نے گرد و پیش کا جائزہ لینا شروع کر دیا پھر اچانک اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی اس کی آنکھوں میں اس چیتے کی آنکھوں جیسی چمک پیدا ہو گئی تھی جو اچانک اپنے شکار کو اپنے سامنے دیکھ لیتا ہے۔ یہ اتفاق تھا کہ وہ اسلحہ خانے کے سامنے موجود تھا۔

اس سے چند گز کے فاصلے پر اسلحہ خانہ تھا جس کے دروازے پر صرف ایک ہی فوجی تعینات تھا یہاں چونکہ ابھی تک روشنی ہو رہی تھی اس لئے اس فوجی کے چہرے کے تاثرات کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا وہ باہر والوں کی بہ نسبت بہت پرسکون تھا۔

رامبو نے اس فوجی کی طرف کھسکنا شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ غیر محسوس طور پر یہ انداز بھی اس کی جنگی تربیت کے دوران اسے سکھایا گیا تھا اس کے سکھانے والے نے کہا تھا کہ دشمن کو چونکنے کا موقع دیئے بغیر اس کے سر پر اس طرح پہنچ جاؤ کہ اپنی موت کے بعد بھی اسے اندازہ نہیں ہو سکے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے لہٰذا رامبو اس کو چونکائے بغیر اس کی طرف بڑھتا رہا تھا۔ اس نے اپنا خنجر پھر اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اس کا یہ خنجر اس کے لئے پستول سے زیادہ کارآمد ثابت ہوا تھا پھر وہ اپنی تربیت کے مطابق وہ اس طرح اس پہریدار کے سر پر پہنچ گیا کہ اسے اپنی موت کا احساس بھی نہیں ہو سکا تھا۔ رامبو نے ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھ کر دوسرے ہاتھ سے خنجر اس کے سینے میں اتار دیا تھا اب اس کے اور اسلحہ خانے کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔

اس نے اپنے تھیلے سے ٹائم بم نکال کر اسلحہ خانہ میں فٹ کر دیا اس نے اس کے پھٹنے کا وقت سب سے آخر میں رکھا تھا اس کے پھٹنے سے پہلے پہلے اسے بہت سے کام کرنے تھے اس زیرِ زمین عمارت میں اس کے لئے دشواریوں کی تعداد کم نہیں تھی اسلحہ خانے کے علاوہ ہر قدم پر پہریدار سنگی مجسموں کی طرح لیکن بالکل ہوشیار کھڑے تھے اس عمارت میں اندھیروں اور اجالوں کا امتزاج تھا اور اسے اندھیروں کے درمیان چھپ کر اجالوں میں اپنی کارروائی مکمل کرنا تھی۔

پہریداروں کی تعداد بہت تھی اور رامبو اکیلا تھا لیکن اسے اپنے مقصد میں کامیابی کے نشان پر موت نازل کر کے چلے جانا تھا وہ ہنگامہ برپا کرنے والے ہتھیاروں سے کام نہیں لے سکتا تھا اسے اپنے خنجر کی دھار اور اس کی بے رحمی سے کام لینا تھا اور یہاں اس کی گوریلا مہارت اس کے کام آ رہی تھی یکے بعد دیگرے نہ جانے کتنے پہریداروں کو رامبو کے خنجر نے موت کی نیند سلا دیا۔

لیکن صرف پہریداروں کی موت ہی اس کا مشن نہیں تھا اسے اہم مقامات پر ٹائم بموں کی تنصیب کرنا تھی۔ اس کے علاوہ ان قیدیوں کی رہائی دلوانی تھی جو نہ جانے کتنی مدت سے اس زیرِ زمین عمارت میں بند چلے آ رہے تھے اور جن کے لئے باہر کی دنیا ایک بے معنی چیز ہو کر رہ گئی تھی جنہوں نے یہ سوچ لیا تھا کہ شاید زندگی اس بھیانک خواب کا نام ہے جو اس تہہ خانے میں انہیں تشدد کی صورت میں دکھایا جاتا ہے۔

رامبو اپنا کام کرتا ہوا اس عمارت کے ایک ایسے حصے میں پہنچ گیا جہاں لوہے کے بڑے بڑے پنجرے بنے ہوئے تھے اور ان پنجروں میں افغانی قیدی تھے ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ بوڑھے بھی اور جوان بھی یہ وہ لوگ تھے جن کے لئے زندگی کا اب کوئی رنگ نہیں تھا۔ سارے رنگ تاریک اور بوجھل تھے ان قیدیوں نے جب رامبو کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ سکا روسیوں کے اس عقوبت خانے میں کوئی امریکی کہاں سے آ سکتا تھا۔ لیکن جب وہ امریکی تیز رفتاری سے چلتا ہوا ان کے پنجروں کے پاس پہنچا تو وہ خوشی سے بے حال ہو گئے رامبو نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔

"میں تم سب کو آزاد کرانے آیا ہوں" اس نے قیدیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "یہ بتاؤ کہ یہاں کوئی امریکی قیدی بھی ہے۔"

"ہاں۔ ہاں اس طرف۔" ایک عورت نے ایک جانب اشارہ کر دیا۔

اس عورت نے جس طرف اشارہ کیا تھا وہ ایک کوریڈور تھا۔ جو اندھیرے اور اجالے کی چادروں میں لپٹا ہوا تھا۔

"تم لوگ انتظار کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔" اس نے قیدیوں سے کہا اور چیتے کی طرح اس طرف چل پڑا۔

لیکن وہ کوریڈور میں پہنچا تھا کہ اچانک قدموں کی دھمک گونج اٹھی دس بارہ فوجی اچانک اس کے سامنے آ گئے تھے اب اس کے پاس سوچنے اور اپنے خنجر کو استعمال کرنے کا وقت نہیں تھا اب اسے یہ پرواہ بھی نہیں کرنی تھی کہ گولیوں کی آوازیں وہاں قیامت برپا کر دیں گی۔ اس لئے

اس نے تمام حفاظتی اقدامات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان فوجیوں پر گولیوں کی بارش کر دی۔

٠٠ ٠٠ ٠٠ ٠٠ ٠٠

موسیٰ غنی اور گلزار اپنا کام انجام دینے میں مصروف تھے کہ اچانک عمارت کے اندر سے گولیوں کی آوازیں آنے لگیں۔

وہ دونوں پھرتی سے ایک آڑ میں ہو گئے فائرنگ کے ساتھ ہی ہر طرف سے خطرے کے سائرن بج اٹھے تھے بھگدڑ شروع ہو گئی تھی ادھر ادھر سے فوجی سمٹ سمٹ کر تیزی سے عمارت میں داخل ہونے لگے موسیٰ غنی نے یہ سمجھ لیا کہ عمارت کے اندر رامبو ان لوگوں سے بھڑ چکا ہے۔ لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس وقت اسے کیا کرنا چاہئیے وہ رامبو کا ساتھ دے تو کس طرح دے۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ رامبو اس وقت عمارت کے کس حصے میں ہوگا فائرنگ کی آوازیں تیز ہوتی جارہی تھیں اور موسیٰ غنی یہ سوچ رہا تھا کہ رامبو نے اکیلے ہونے کے باوجود اس طرح ہنگامہ برپا کر دیا ہے جیسے پوری فوج کیمپ میں گھس آئی ہو اس وقت موسیٰ غنی کو یہ احساس ہو رہا تھا کہ رامبو اکیلا ہی پوری بٹالین کے برابر تھا۔

ایک طریقہ تو یہ تھا کہ وہ خاموشی سے تماشا دیکھتا رہے لیکن اس کی غیرت یہ گوارا نہیں کر سکتی تھی۔ رامبو تو ان ہی لوگوں کے لئے جنگ کر رہا تھا اس لئے ان پر لازم تھا کہ وہ بھی اس کا ساتھ دیں اور ساتھ دینے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ فوجیوں پر گولیاں برسانا شروع کر دیں جو عمارت کی طرف دوڑے چلے جارہے تھے۔

عمارت کے اندر کوریڈور میں رامبو کا پہلا حملہ کارگر ثابت ہوا تھا۔ سامنے کی طرف سے آنے والے تقریباً سب ہی فوجی اس کی گولیاں کھا کر لیٹ گئے لیکن اس زیر زمین عمارت میں فوجیوں کی کمی نہیں تھی رامبو ابھی اگلی صف کا صفایا کر کے فارغ ہی ہوا تھا کہ دوسری صف بھی اس کے سامنے آگئی دفاعی نقطۂ نظر سے وہ اس وقت بہت اچھی پوزیشن پر تھا وہ اس جگہ تھا جہاں اجالے کی حد ختم ہو گئی تھی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا اس نے ایک دیوار کی آڑ لے رکھی تھی اور اسی آڑ سے سامنے والوں پر گولیوں کی بارش کئے جارہا تھا۔

اس وقت اس کے اعصاب پوری طرح اس کا ساتھ دے رہے تھے اسے اپنے پورے بدن پر آنکھیں اور کانوں کی فصلیں اگا لینی تھیں تاکہ دشمن جس طرف سے بھی آئے وہ انہیں دیکھ سکے ان کی آہٹ محسوس کر کے اس کی تمام ترحسیں اس وقت پوری طرح بیدار ہو چکی تھیں وہ جانتا تھا کہ یہ معرکہ اس کے لئے آخری بھی ثابت ہو سکتا ہے لیکن اسے اس کی پرواہ نہیں تھی کہ اس معرکے میں وہ زندگی بچا لینے میں کامیاب ہوتا ہے یا نہیں اصل بات تو یہ تھی کہ اسے اپنے مشن کی ہر حال میں تکمیل کرنا تھی۔

دوسری طرف ٹائم بموں کے پھٹنے کا وقت اور قریب ہو گیا تھا۔ وہ موت دبے قدموں سے اس عمارت کی طرف بڑھی آرہی تھی جس موت کا انتظام خود رامبو نے کیا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ اگر ان فوجیوں کے ساتھ الجھا رہا تو سارے ٹائم بم پھٹ پڑیں گے پھر ہزاروں روسی فوجیوں کے ساتھ یہ عمارت اس کا بھی مقبرہ بن جائے گا باہر والوں کو یہ پتہ بھی نہیں چلے گا کہ رامبو نام کے ایک آدمی پر کیا گزری ہے۔

لوگوں نے اسے آگ اور خون کی بارش برسانے کے لئے یہاں بھیجا تھا اور اسے اپنا فرض پورا کرنا تھا۔ چاہے اس بارش میں وہ خود ہی کیوں نہ ہلاک ہو جائے اس نے اپنے ہونٹوں کو بھینچ کر گولیوں کا ایک اور برسٹ جھونک دیا۔ کیونکہ سامنے کی طرف سے کچھ اور فوجی اپنے ساتھیوں کی لاشیں پھلانگتے ہوئے اس کے سامنے پہنچ چکے تھے۔

اچانک عمارت کے باہر سے گولیاں چلنے کی آوازیں آنے لگیں یہ حملہ موسیٰ غنی اور گلزار نے کیا تھا۔ روسیوں کے لئے یہ غیر متوقع حملہ تھا۔ اسی لئے وہ بوکھلا کر پیچھے ہٹ گئے اور اسی وقت ایک زوردار دھماکے نے عمارت کی دیواروں کو لرزا دیا۔ یہ دھماکہ اس ٹائم بم کا تھا جو رامبو نے مشین گن میں نصب کر دیا تھا اس دھماکے نے روسیوں کے حواس اور غائب کر دیئے ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کیمپ میں کتنے دشمن داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں رامبو کے لئے یہ دھماکہ بے وقت ہوا تھا۔

لیکن وہ جانتا تھا کہ اب دھماکوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور یہی دھماکے جہاں اس کے لئے زندگی کی نوید بن سکتے تھے وہاں ان کی وجہ سے وہ ہلاک بھی ہو سکتا تھا۔

روسی ان دو طرفہ عارضی حملوں کی وجہ سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

رامبو کے سامنے کوریڈور بھی خالی ہو گیا تھا اور عمارت کے گیٹ پر اب کوئی فوجی دکھائی نہیں دے رہا تھا موسیٰ غنی کے لئے یہ بہت ہی مناسب موقع تھا اس نے گلزار کو اشارہ کیا اور وہ دونوں دوڑتے ہوئے عمارت میں داخل ہو گئے ان کے قدموں کی آہٹ رامبو نے سن لی تھی۔ اس نے فوراً اسٹین گن کا رخ کوریڈور کی طرف کر دیا لیکن موسیٰ غنی اور گلزار کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی وہ سمجھ گیا تھا کہ روسیوں کو عارضی طور پر ہی سہی لیکن پسپا ہونے پر ان ہی دونوں نے مجبور کر دیا ہے وہ دل ہی دل میں ان کی بہادری کو سراہے بغیر نہ رہ سکا تھا یہ دونوں مکمل طور پر تربیت یافتہ نہ ہونے کے باوجود بھی بہت اچھی جنگ کر رہے تھے۔

رامبو نے انہیں اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور اس ہال کی طرف دوڑ لگا دی جہاں اس نے قیدیوں کے پنجرے دیکھے تھے۔

"کہاں جارہے ہو رامبو؟" موسیٰ غنی نے اس کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے پوچھا۔

"قیدیوں کو چھڑانے۔" رامبو نے جواب دیا: "میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے وہ میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔" اتنا کہہ کر وہ رک گیا اور ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے ہدایت کی "اب تم دونوں یہیں دیوار سے چپک کر کھڑے ہو جاؤ میں قیدیوں کو لے کر آتا ہوں۔"

قیدی واقعی اس کا انتظار کر رہے تھے انہیں امید تھی کہ وہ پرعزم

چہرے والا نوجوان اپنے وعدے کو نبھانے کے لئے ان کے پاس ضرور آئے گا پھر گولیوں کی آوازوں نے انہیں مایوس کر دیا لیکن جب رامبو انہیں سامنے سے آتا دکھائی دیا تو ان کے پژمردہ چہروں پر خوشی کی لہریں دوڑ گئیں۔

رامبو نے پنجروں کے پاس آ کر جلدی جلدی ان قیدیوں کو پنجروں سے باہر نکالا اگرچہ ان کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ ایک قدم بھی چل سکتے لیکن موت کے خوف نے انہیں چوکس کر دیا تھا۔

"تم لوگ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ" رامبو نے قیدیوں سے کہا اور کوریڈور کی طرف دوڑ لگا دی۔

وہ سب اس کے ساتھ ساتھ دوڑ پڑے۔ موسیٰ غنی اور گلزار بھی ان کے ساتھ ساتھ ہو لئے تھے اس عمارت سے باہر آتے ہی ان پر گولیاں برس پڑیں روسیوں نے ان لوگوں کو دیکھ لیا تھا ان گولیوں نے دو قیدیوں کو خاک اور خون میں غلطاں کر دیا جبکہ ایک گولی ننھے گلزار کی ران کے گوشت کو پھاڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی وہ تکلیف کی شدت سے چیخ اٹھا تھا۔ رامبو نے دوڑ کر گلزار کو کاندھے پر اٹھا لیا اور چیخ کر موسیٰ غنی کو ہدایت کی۔

"موسیٰ غنی تم ان قیدیوں کو لے کر سامنے والے ٹرک میں بیٹھ جاؤ۔ جلدی کرو۔"

"لیکن۔۔۔" موسیٰ غنی نے کچھ کہنا چاہا۔

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرو ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔"

"لیکن فوجیوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے وہ کسی قیمت پر ہمیں نہیں نکلنے دیں گے۔"

"تم ان کی فکر مت کرو ابھی کچھ دیر بعد دھماکے شروع ہو جائیں گے تو انہیں اپنا ہی ہوش نہیں رہے گا۔ وہ تم لوگوں کی طرف کیسے دھیان دیں گے بس دھماکے شروع ہوتے ہی تم ان قیدیوں کو لے کر ٹرکوں کی طرف دوڑ لگا دینا۔"

"لاؤ گلزار کو مجھے دے دو" موسیٰ غنی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا

"نہیں۔ اسے میرے پاس رہنے دو میں اسے خود ہی ٹرک تک پہنچا دوں گا۔"

رامبو نے اپنی بات ختم ہی کی تھی کہ پھر گولیاں چلیں لیکن اتنی دیر میں رامبو قیدیوں اور موسیٰ غنی کو لے کر ٹرک کی طرف دوڑ پڑا تھا۔

رامبو اور موسیٰ غنی نے قیدیوں کو جلدی جلدی ٹرک میں سوار کرا دیا گلزار کو بھی رامبو نے موسیٰ غنی کے حوالے کر دیا تھا۔ ان لوگوں کو ٹرک تیز رفتاری سے دوڑانے کی ہدایت کرتا ہوا وہ گولیوں کی بوچھاڑ کے دوران اس عمارت کی طرف واپس ہو لیا۔ ابھی اس کے مشن کا ایک اہم حصہ باقی رہ گیا تھا۔ اسے ایف بی آئی کے اس ایجنٹ کو رہائی دلوانی تھی جس کے لئے وہ اتنی دور سے یہاں آیا تھا۔

اسے معلوم تھا میکن کو کہاں رکھا گیا ہے عمارت کے دروازے پر کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ دوڑتا ہوا عمارت میں داخل ہو گیا۔ کوریڈور اس وقت سنسان تھا صرف چند لاشیں تھیں جو رامبو کے ہاتھوں ہلاک ہوئے تھے دائیں طرف وہ پنجرہ تھا جس میں میکن کو قید رکھا گیا تھا لیکن اس افراتفری اور بھاگ دوڑ کو دیکھ رہا تھا اسے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ طوفان برپا کرنے والا شخص رامبو کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا وہ رامبو کے وحشیانہ انداز کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا وہ چیخ چیخ کر رامبو کی حوصلہ افزائی کرنی چاہتا تھا لیکن اس کی زبان گنگ ہو کر رہ گئی تھی رامبو نے اس کے پنجرے کی طرف بڑھتے ہوئے راستے میں پڑے ہوئے ایک مردہ سپاہی کی اسٹین گن اٹھالی اور دوڑتا ہوا پنجرے کے پاس پہنچ گیا اس نے پنجرے کا دروازہ کھولا اور اسٹین گن اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

"یہ لو اور تیزی سے اوپر دوڑ لگا دو کسی بھی لمحے دھماکے شروع ہونے والے ہیں۔"

میکن پھٹی پھٹی آنکھوں سے رامبو کی طرف دیکھ رہا تھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے سامنے جو شخص کھڑا ہوا اسٹین گن اس کی طرف بڑھاتے ہوئے اسے باہر جانے کی ہدایت کر رہا ہے وہ انسان ہی ہے یا گوشت پوست کے سانچے میں کوئی آسیب اس کے سامنے کھڑا ہے اس نے ایسی جرات کا مظاہرہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا حالانکہ وہ خود بھی ایک سیکرٹ ایجنٹ تھا اس نے جنگ کی تربیت حاصل کی تھی لیکن اس نے ایسا مظاہرہ کبھی نہیں دیکھا تھا کہ صرف ایک شخص نے دشمن کے پورے کیمپ کو تہس نہس کر دیا ہو۔

"سوچ کیا رہے ہو" رامبو دہاڑا "یہ لو اسٹین گن اور دوڑ لگا دو۔"

میکن کو ہوش آ گیا واقعی وقت بالکل نہیں تھا اس شخص کی بہادری کو بعد میں بھی سراہا جا سکتا تھا۔ اس نے رامبو کے ہاتھ سے اسٹین گن لے لی اور باہر جانے والے راستے پر دوڑ لگا دی۔ رامبو بھی ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اسی راستے کی طرف دوڑ پڑا لیکن دھماکے شروع ہو چکے تھے۔

پہلا دھماکہ رامبو کے قریب ہی ہوا تھا۔ وہ دھماکہ ہوتے ہی ایک طرف اچھلا لیکن اس سے دیر ہو چکی تھی لوہے کا ایک ٹکڑا اڑتا ہوا آیا اور رامبو کی کمر میں پیوست ہو گیا۔ رامبو کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی زندگی ادھوری رہ گئی ہو لوہے کے کمر میں پیوست ہو جانے کی تکلیف اتنی شدید تھی کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا چلا گیا تھا وہ بری طرح لڑکھڑایا پھر خود کو سنبھال لیا یہ وقت کمزوری ظاہر کرنے کا نہیں تھا۔

اسے اپنی پوری قوت ارادی سے کام لینا تھا وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ذرا سی بھی دیر لگائی تو اس دھماکے کے بعد ہونے والے دھماکے اس کے پرخچے اڑا دیں گے زندگی کسی کو بار بار مہلت نہیں دیا کرتی تکلیف اتنی شدید تھی کہ وہ بیٹھ جانا چاہتا تھا لیکن اسے اپنی زندگی بچانے کے لئے اس عمارت سے باہر نکلنا تھا۔ ہر حال میں ہر قیمت پر چاہے تکلیف کتنی ہی شدید کیوں نہ ہو۔

اس نے بے مثال قوت برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے باہر

کی طرف دوڑ لگا دی لیکن اب اس کی رفتار سست تھی اس کے پیروں میں لنگڑاہٹ پیدا ہو چکی تھی اس کے پاس اتنا وقت بھی نہیں تھا کہ وہ رک کر لوہے کے اس ٹکڑے کو نکال سکے جس نے اس کی زندگی عذاب کر دی تھی۔

میکنن عمارت کے دروازے کے باہر ہی رامبو کا انتظار کر رہا تھا رامبو کو تکلیف میں مبتلا دیکھ کر وہ جلدی سے رامبو کے پاس گیا: "کیا ہو گیا ہے تمہیں! زخمی ہو گئے ہو؟"

"ہاں۔" رامبو نے ہونٹوں کو بھینچتے ہوئے جواب دیا: "کوئی بات نہیں بس چلتے رہو۔۔"

وہ دونوں عمارت سے باہر آ گئے اور اسی وقت کسی ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ نے ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی ایک ہیلی کاپٹر ان سے کچھ فاصلے پر اتر رہا تھا اس وقت صبح کی روشنی پھیل چکی تھی اور اس روشنی میں ہیلی کاپٹر سے اترنے والا شخص شناخت کر لیا گیا تھا۔ وہ فلاسکی تھا۔ جو صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے بوکھلایا ہوا یہاں تک آیا تھا۔

"یہ فلاسکی ہے" میکنن نے سرگوشی کی: "اس نے ہم پر تشدد کیا تھا۔"

رامبو نے اپنی گردن ہلا دی اور گہری نگاہوں سے فلاسکی کو دیکھتا رہا۔ فلاسکی ہیلی کاپٹر سے اترتے ہی دوڑتا ہوا عمارت میں داخل ہو گیا۔ اس کے تصور میں بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ جس امریکی کے بارے میں میکنن سے دریافت کرتا رہا ہے اس شخص نے پورے کیمپ میں نہ صرف تباہی پھیلا دی ہے بلکہ میکنن کو بھی آزاد کرا لیا ہے۔

"چلو، ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ لگا دو۔" رامبو نے میکنن سے کہا۔

اس کے ساتھ ہی وہ دونوں ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑے یہ انتہائی خطرناک حرکت تھی۔ فوجیوں کی نگاہیں ان پر پڑ سکتی تھیں اور ان پر گولیوں کی بارش ہو سکتی تھی لیکن رامبو کی سرشت میں خوف لکھا ہی نہیں گیا تھا اور اس وقت وہ اسی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اس وقت اپنے کمانڈر فلاسکی کو دیکھنے میں مصروف تھا۔ اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ موت چھپتی ہوئی اس کے ہیلی کاپٹر کے پاس چلی آئی ہے لیکن جب اس کی نظر رامبو اور میکنن پر پڑی تو اس وقت دیر ہو چکی تھی رامبو نے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر ایک جھٹکے سے اسے باہر کھینچ لیا اور زمین پر دے مارا۔ پائلٹ بری طرح تڑپنے لگا تھا۔ رامبو نے میکنن کو اشارہ کیا اور وہ دونوں بہت تیزی سے ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گئے۔

وقت اب اور کم رہ گیا تھا۔

عمارت کے دروازے تک جاتے جاتے فلاسکی نے یونہی پلٹ کر دیکھ لیا۔ رامبو اس وقت میکنن کو لے کر ہیلی کاپٹر میں داخل ہو رہا تھا۔ چند لمحوں تک فلاسکی کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ سکا پھر اس نے چیخ چیخ کر فوجیوں کو ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کا حکم دینا شروع کر دیا۔

اس کی آواز سن کر کچھ فوجی دوڑتے ہوئے اس کے پاس آ گئے فلاسکی نے جنونی انداز میں ایک فوجی کے ہاتھ سے اسٹین گن چھینی اور ہیلی کاپٹر پر گولیاں برسانا شروع کر دیں۔

گولیاں ہیلی کاپٹر کے جسم سے ٹکراتی رہیں اور رامبو نے ہیلی کاپٹر کو بلند کر لیا۔ کچھ اور بلند۔ ہیلی کاپٹر اب باقاعدہ پرواز کرنے لگا تھا لیکن اس کے جسم پر گولیاں برس رہی تھیں یہ گولیاں اسے تباہ کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی تھیں۔

ان گولیوں نے بالآخر اپنا کام کر دکھایا۔ ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں آگ لگ چکی تھی اور وہ تیزی سے ایک طرف جھکنے لگا تھا۔ رامبو کے لئے یہ ایک امتحان کا وقت تھا وہ کامیابی کے اتنا قریب ہو کر ناکامی برداشت نہیں کر سکتا تھا اس نے ہیلی کاپٹر کے پرزوں پر اپنی ساری توجہ صرف کر دی۔ جھکتا ہوا ہیلی کاپٹر پھر سیدھا ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں لگی ہوئی آگ بڑھتی جا رہی تھی رامبو کو جلد از جلد اس زخمی ہیلی کاپٹر کو کسی محفوظ مقام پر اتار لینا تھا۔

موسی عنی اور دیگر قیدیوں کا ٹرک دکھائی نہیں دے رہا تھا شاید وہ لوگ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے رامبو کو یہ دیکھ کر اطمینان سا ہوا تھا اس نے اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ روسی فوجیوں کی گولیاں بھی اب اس کا تعاقب نہیں کر رہی تھیں ہیلی کاپٹر سے نجات حاصل کر لینا اب بہت ضروری ہو گیا تھا بالآخر ایک محفوظ وادی میں رامبو نے ہیلی کاپٹر اتار لیا۔

ہیلی کاپٹر سے اترتے ہی ان دونوں نے ایک طرف دوڑ لگا دی ابھی وہ کچھ ہی دور گئے تھے کہ ہیلی کاپٹر ایک دھماکے سے پھٹ گیا لوہے کے ٹکڑے آگ میں لپٹے ہوئے دور دور تک پھیل گئے تھے۔ وہ دونوں بیک وقت زمین پر گرے تھے دھماکے کی گونج ختم ہوئی تو دونوں کھڑے ہو گئے۔

میکنن کو آزادی مل گئی تھی۔ وہ آزادی جو اس کے تصور سے بھی باہر تھی جس کی طرف سے وہ ہمیشہ کے لئے مایوس ہو گیا تھا۔ وہ خوش تھا۔ بے انتہا خوش دوسری طرف رامبو کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی کمر میں پیوست لوہے کا ٹکڑا اسے اذیت کی انتہا تک لے جا رہا تھا وہ لوگ جس جگہ کھڑے تھے وہاں ایک طویل گہری خندق کھدی ہوئی تھی۔ یہ خندق دراصل ایک زمین دوز سرنگ تھی۔

میکنن رامبو سے الگ ہٹ کر اس سرنگ کے دوسرے سرے پر پہنچ گیا تھا وہ اس وقت بے حد خوش تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس وادی میں دوڑ لگانا شروع کر دے اونچے اونچے سنگلاخ پہاڑوں کو چیخ چیخ کر یہ بتلائے کہ وہ آزاد ہو گیا ہے تشدد کے لمحے ختم ہو گئے ہیں۔ اب اسے راتوں میں زبردستی بیدار نہیں رکھا جائے گا۔ اسے معلق نہیں کیا جائے گا اس کے جسم کو بجلی کے جھٹکے نہیں دیئے جائیں گے۔

پھر اچانک وہ وادی ہیلی کاپٹر کی آوازوں سے گونجنے لگی روسی ان کی تلاش میں یہاں تک پہنچ گئے تھے میکنن نے چیخ کر رامبو کو خبردار کیا اور خود خندق میں چھلانگ لگا دی رامبو نے اس ہیلی کاپٹر کو دیکھ لیا جو خندق کی طرف چلا آرہا تھا۔ اب اسے ایک مخصوص تھیلہ ہیلی کاپٹر پر آزمانا تھا۔

اس کی نگاہیں ہیلی کاپٹر پر جمی ہوئی تھیں اس کا ایک ہاتھ پشت کی طرف جارہا تھا۔ اس نے اپنے تھیلے سے لوہے کے چند ٹکڑے نکالے اور انہیں جوڑ کر ایک کمان مکمل کر لیا پھر وہ تیر کی نوک پر بم کا ایک کیپسول فٹ کرنے لگا۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے قریب آتا جارہا تھا اس کی گڑگڑاہٹ نے اب پوری وادی میں شور برپا کر دیا تھا۔ رامبو کی نگاہیں اس کی طرف لگی ہوئی تھیں اور اس کا ہاتھ بڑی تیزی سے تیر کی نوک بم لگانے میں مصروف ہوگیا ہیلی کاپٹر اور قریب آچکا تھا لیکن وہ اکیلا نہیں تھا اس کے پیچھے ایک دوسرا ہیلی کاپٹر بھی چلا آرہا تھا جس میں فلاسکی موجود تھا فلاسکی نے بھی رامبو کو خندق کے پاس کھڑا ہوا دیکھ لیا تھا۔ اس وقت دوسرے ہیلی کاپٹر کو خود فلاسکی ہی اڑا رہا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ امریکی تیر کمان کے ذریعے ایک جنگی ہیلی کاپٹر کو کس قسم کا نقصان پہنچا سکتا ہے۔

لیکن اس تیر کی تباہ کاری اس وقت سامنے آئی جب رامبو نے اس تباہ کن تیر کو چلے پہ چڑھا کر آگے والے ہیلی کاپٹر کی طرف پوری قوت سے چھونک دیا۔ وہ تیر اڑتا ہوا ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا اس کے ساتھ ہی زوردار دھماکے کے ساتھ ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے ہو چکے تھے ہر طرف آگ ہی آگ پھیل گئی۔

فلاسکی نے اپنے ہونٹوں کو سختی سے بھینچ لیا اس کی آنکھوں سے نفرت اور غصہ کی چنگاریاں نکلنے لگی تھیں اس امریکی نے دیکھتے ہی دیکھتے

ان کے دو ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر دیا تھا اور وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ پایا تھا۔ اس نے اپنے ہیلی کاپٹر میں لگے ہوئے بٹن کو دبایا۔ بٹن کے دبتے ہی گولیاں بارش کی طرح برسنے لگیں۔

لیکن رامبو اس سے پہلے ہی خندق میں چھلانگ لگا چکا تھا فلاسکی نے اس خندق کے دہانے پر بم گرائے مٹی اندھا دھند گرنے لگی لیکن رامبو اس مقام پر نہیں تھا اس نے سرنگ میں داخل ہوتے ہی ایک طرف دوڑ لگا دی تھی۔

فلاسکی کی آنکھیں چمک رہی تھیں اسے یقین ہو گیا تھا کہ بم نے اس امریکی کی دھجیاں بکھیر دی ہوں گی جس نے ان لوگوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا تھا۔ جو کام پوری بٹالین بھی نہیں کر سکتی تھی وہ اس اکیلے شخص نے کر دکھایا تھا اب فلاسکی اس کی لاش کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا وہ اس کے جسم کے ٹکڑے پوری وادی میں بکھیر دینا چاہتا تھا تاکہ پرندوں کی ضیافت ہو جائے۔ وہ ایک نفرت کرنے والا ایسا شخص تھا جس کے خیال میں دشمن پر اس کی موت کے بعد بھی رحم نہیں کرنا چاہئیے۔

اب سوال یہ تھا کہ وہ اس امریکی کی لاش کو کیسے حاصل کرے اس کے لئے اسے اپنے آدمیوں کو اس سرنگ میں اتارنا ضروری تھا اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا اور آٹھ آدمی یکے بعد دیگرے اپنے کمانڈر کے حکم کی تعمیل میں رسی کے ذریعے اس سرنگ میں اتر گئے۔ وہ سرنگ بے حد تاریک تھا تاریک اور گھٹا ہوا۔ ان فوجیوں نے راستہ دیکھنے کے لئے ٹارچیں روشن کر لیں لیکن روشنی ان کے لئے موت کا پیغام لے آئی تھی ٹارچیں روشن ہوتے ہی ان پر گولیاں برسنے لگیں۔ یہ گولیاں رامبو اور میکنن برسا رہے تھے سرنگ میں لاشیں گرنے لگیں ٹارچ بجھتے چلے گئے آٹھ لاشیں یکے بعد دیگرے سرنگ میں بچھ گئیں اور وہاں دوبارہ تاریکی مسلط ہو گئی۔

"میکنن! اب تم باہر چلے جاؤ۔" رامبو نے میکنن سے کہا۔ "میں تمہارے بعد آؤں گا۔"

میکنن نے کچھ کہنا چاہا پھر خاموش ہو کر اس رسی کی طرف بڑھ گیا جو سرنگ کے دہانے پر جھول رہی تھی۔ یہ رسی روسی فوجیوں نے سرنگ میں اترنے کے لئے لٹکائی تھی۔ میکنن رسی کو پکڑ کر جھولتا ہوا سرنگ سے اوپر چلا گیا۔ رامبو اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس کے جانے کے بعد وہ ایک دیوار کا سہارا لے کر دھیرے دھیرے بیٹھ گیا اس نے میکنن کے سامنے بے پناہ قوت برداشت کا مظاہرہ کیا تھا لیکن اب کمر کی تکلیف ناقابلِ برداشت ہوتی جارہی تھی لوہے کا ٹکڑا اسے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا کرنے والا تھا۔ اس کے جسم میں اس زخم کی وجہ سے زہر بھی پھیل سکتا تھا اس لئے بہتر یہی تھا کہ فوراً ہی اسکا علاج کر لیا جائے ورنہ...

اس کے پورے بدن پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے تھے رفتہ رفتہ ایسا ہو گیا جیسے وہ بارش میں بھیگتا چلا آیا ہو۔ اس کے جسم پر ہلکی ہلکی کپکپی مسلط ہوتی جارہی تھی اس کا ذہن خالی ہوتا جارہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مکمل بے ہوش ہو کر اسی سرنگ میں پڑا رہے اسے اس زخم کا تدارک کر لینا تھا۔

اس نے اپنا ایک ہاتھ لوہے کے اس ٹکڑے پر رکھ دیا جو اس کی کمر میں پیوست تھا اس کا ایک سرا زخم سے باہر نکلا ہوا تھا۔ رامبو نے اس سرے کو اپنی مٹھی کی گرفت میں لے لیا۔ اب تکلیف اور اذیت کا سلسلہ شروع ہونے والا تھا۔ لوہے کے اس ٹکڑے پر اس کی مٹھی کی گرفت مضبوط ہوتی چلی گئی اس نے اپنے ہونٹوں کو بڑی سختی سے ایک دوسرے کے ساتھ بھینچ لیا۔ اپنی آنکھیں بند کیں۔ سانسیں روکیں اور ایک جھٹکے سے لوہے کے اس ٹکڑے کو باہر کھینچ لیا۔

اذیت کی ایک ناقابلِ برداشت لہر اس کے پورے جسم میں اس طرح دوڑ گئی جیسے اس کے بدن کو آگ کے سمندر میں پھینک دیا گیا ہو اس کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو اس عمل کے ساتھ ہی تکلیف کی شدت سے

بے ہوش ہو چکا ہوتا لیکن اس نے خود پر جبر کیا تھا اور یہ جبر بھی ایسا تھا کہ اس سرنگ میں اس کی چیخیں گونج اٹھیں وہ اپنی چیخوں پر قابو نہیں رکھ سکا تھا۔ وہ ایک لمحہ نہ جانے کتنی صدیوں کے برابر ہو گیا تھا ایسی اذیت اس نے ایک بار اس وقت برداشت کی تھی جب اس کے سینے پر چاقو کی نوک سے ایک گہری لکیر کھینچی گئی تھی لیکن شاید وہ اذیت بھی اس کے مقابلے میں کچھ نہیں تھی چاقو کی نوک تو اس کے سینے پر لکیر ڈال کر ہٹ گئی تھی لیکن لوہے کے اس ٹکڑے نے اس کی کمر میں خلا بنا دیا تھا۔

اب اسے ایک اور اذیت سے گزرنا تھا یہ اس سے بھی بڑی اور ہولناک اذیت تھی اس کی کمر کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اور تکلیف کی شدت میں لوہے کے ٹکڑے کے نکل جانے کے بعد اضافہ ہوتا جا رہا تھا زہر پھیلنے کا اندیشہ ابھی تک برقرار تھا اس نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے اپنی پشت پر بندھا ہوا تھیلا کھولا اور اس میں سے شراب کی ایک بوتل نکال لی آنے والی اذیت کا احساس ہی اس کے لئے جان لیوا ثابت ہو رہا تھا اس کا بدن پسینے سے اب اس طرح بھیگ گیا تھا جیسے اس نے سمندر میں غوطہ لگا دیا ہو۔ اس کے ہاتھ پیروں کی کپکپاہٹ میں اضافہ ہو گیا تھا اس نے اپنی آنکھیں پھر بند کر لیں اور اپنے زخم پر شراب چھڑک کر آگ لگا دی۔

ایک لمحے کے لئے شعلہ سا بھڑکا اور بجھ گیا۔ لیکن یہ ایک لمحہ قیامت کا تھا ایسی قیامت جو صرف محسوس کی جا سکتی ہے۔ بیان نہیں کی جا سکتی اور محسوس بھی صرف وہی کر سکتا ہے جو اس قیامت سے گزر چکا ہو اس کا پورا جسم سوکھے ہوئے پتے کی طرح کانپ رہا تھا اور وہ چیخ رہا تھا۔ پھر خود کو چیخنے سے روکنے کے لئے اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے دبا لیا تھا اس کے دانت اس کے ہونٹوں میں اتر جاتے وہ پھر چیخنے لگتا نہ جانے کتنی دیر تک وہ اسی اذیت میں مبتلا رہا پھر آہستہ آہستہ زخم کی تکلیف کم ہوتی چلی گئی۔ یہ اس کا آزمودہ طریقہ تھا۔ انتہائی مفید لیکن انتہائی اذیت دہ۔ وہ ویت نام میں کئی بار اس طریقے پر عمل کر چکا تھا۔

وہ بہت دیر تک نڈھال ہو کر بیٹھا گہری گہری سانسیں لیتا رہا۔ رفتہ رفتہ اس کی قوت بحال ہوتی چلی گئی حالانکہ ابھی بھی کمزوری محسوس ہو رہی تھی لیکن اس کی حالت پہلے سے بہت بہتر تھی وہ رسی ابھی تک جھول رہی تھی اور میکنن اوپر اس کا انتظار کر رہا تھا اس نے اپنی قوتوں کو جمع کیا اور جھولتی ہوئی رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھنے لگا بہت آہستہ آہستہ انچ بہ انچ بالآخر وہ کنویں نما سرنگ کے دہانے تک پہنچ گیا یہاں آ کر اس نے اپنا ایک ہاتھ خندق کی منڈیر پر رکھا پھر دوسرے ہاتھ سے بھی اس منڈیر کو پکڑ لیا اور دھیرے دھیرے اوپر اٹھنے لگا اور ابھی اس کی گردن باہر نکلی ہی تھی کہ دو طاقتور ہاتھوں نے اس کی گردن پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے اوپر کھینچ لیا۔

یہ وہی قوی ہیکل روسی سپاہی تھا جسے فلاسکی قیدیوں پر تشدد کے لئے استعمال کیا کرتا تھا اس نے رامبو کو کسی کھلونے کی طرح ایک طرف پھینک دیا تھا۔ میکنن اس وقت اس خندق کے دہانے سے کچھ فاصلے پر تھا۔ اس کی توجہ کسی اور طرف تھی۔ اس نے جب آوازیں سنیں تو پلٹ کر دیکھا۔ وہ روسی سپاہی رامبو پر چھایا ہوا تھا۔ میکنن نے اسٹین گن کا رخ اس کی طرف کر دیا لیکن اسے گولی چلانے کا موقع نہیں مل سکا رامبو اور وہ سپاہی ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو رہے تھے۔

رامبو کے لئے یہ اچانک ٹوٹ پڑنے والی ایسی افتاد تھی جس نے اسے حواس باختہ کر دیا تھا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اتنی دیر میں روسی سپاہی نے اسے رگڑ کر رکھ دیا تھا۔ بہت جلد رامبو کو اندازہ ہو گیا کہ مدمقابل نہ صرف انتہائی طاقتور ہے بلکہ وہ لڑائی بھڑائی میں پوری مہارت رکھتا ہے اس نے رامبو کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔ رامبو اپنی کمر کے زخم کی وجہ سے بھی کمزور پڑ رہا تھا۔ تکلیف ابھی کم نہیں ہوئی تھی کہ یہ بلا چمٹ گئی رامبو نے اسے ایک طرف پھینکنا چاہا لیکن اس کا داؤ الٹ گیا اس قوی ہیکل روسی سپاہی نے اس کی کمر کو اپنے آہنی ہاتھوں کی گرفت میں لے کر آہستہ آہستہ دبانا شروع کر دیا۔ وہ واقعی بے پناہ طاقت کا حامل تھا۔ رامبو جیسے آدمی کی آنکھیں بھی باہر نکل آئیں سانسیں اس کے سینے میں پھڑپھڑانے لگی تھیں وہ بے بسی سے کسی بچے کی طرح اس قوی ہیکل روسی سپاہی کی گرفت میں جکڑا ہوا ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس شخص سے کیسے نجات حاصل کرے کہ اچانک اس کی نگاہ اس سپاہی کی وردی میں لگے ہوئے ایک پن پر پڑی اس نے ایک جھٹکے سے وہ پن کھینچ کر اسے روسی سپاہی کی گردن میں اتار دیا۔

اس قوی ہیکل نے بوکھلا کر رامبو کو چھوڑ دیا۔ رامبو کے لئے یہ بہت غنیمت موقع تھا۔ وہ اپنی گردن میں چبھی ہوئی پن نکالنے کی کوشش میں تھا کہ رامبو نے پوری قوت سے اسے ٹھوکر مار کر زمین پر گرا دیا اس کے ساتھ ہی اس نے اس کی گردن میں وہ رسی لپیٹنی شروع کر دی جو روسی سپاہیوں نے سرنگ میں اترنے کے لئے استعمال کی تھی رسی اس کی گردن کے گرد لپٹ رہی تھی لیکن وہ شخص ابھی بھی اپنے حواس میں تھا اس نے رسیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے رامبو پر چھلانگ لگا دی۔

رامبو اس حملے کے لئے تیار تھا۔ چنانچہ اس نے اس شخص کو اپنے دونوں پیروں کی مدد سے ایک طرف اچھال دیا۔ وہ شخص اچھل کر سیدھا خندق میں گرتا چلا گیا۔ اس کی گردن کے گرد لپٹی رسی بندھی ہوئی تھی وہ رسی بھی اس کے ساتھ ساتھ سرنگ میں سمٹنے لگی رسی کا دوسرا سرا ایک بم سے بندھا ہوا تھا یہ بم پھٹنے سے رہ گیا تھا۔ رسی کے سمٹنے کے ساتھ ساتھ وہ بم بھی تیزی سے سرنگ کی طرف بڑھا اور سرنگ کے دہانے سے ٹکرا کر پھٹ پڑا اس قوی ہیکل سپاہی کے پرخچے اڑ گئے تھے۔

رامبو گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اس کی سانسیں اس کے سینے میں سما نہیں پا رہی تھیں روسی سپاہی کے ساتھ کشمکش نے اس کی حالت غیر کر دی تھی۔ وہ گہرے گہرے سانس لینے لگا اس دوران میکنن بھی اس کے پاس پہنچ گیا رامبو کچھ دیر کے بعد کھڑا ہو گیا اس نے اپنی اسٹین گن بھی اٹھا لی تھی

جو اس کشمکش کے دوران گزری تھی۔

"تم ٹھیک تو ہو نا؟" میکن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔" رامبو نے جواب دیا۔ "آؤ چلتے ہیں۔"

لیکن وہ زیادہ دور نہیں جا سکے تھے اچانک حادثے کسی منظر کی طرح روسی سپاہی نمودار ہو گئے تھے ان کی تعداد شمار نہیں کی جا سکتی تھی۔

ان کے ہمراہ خونخوار کتوں کے علاوہ ایک ٹینک بھی تھا۔ وہ پوری تیاریوں کے ساتھ انہیں گھیرے میں لینے آئے تھے انہوں نے ان دونوں کے گرد دائرہ بنا لیا تھا رامبو اور میکن اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے زمین نے ان کے پیروں میں زنجیریں ڈال دی ہوں ان کے چاروں طرف روسی ہی روسی دکھائی دے رہے تھے جو ان دونوں کو ان کے انجام تک پہنچانے آئے تھے اسی لمحے ایک ہیلی کاپٹر بھی فضا میں گڑگڑانے لگا۔ یہ ایک روسی ہیلی کاپٹر تھا جسے خود فلاسکی اڑا رہا تھا۔

صورتحال انتہائی نازک اور حوصلہ شکن تھی ان کے بچنے کی اب کوئی راہ نہیں تھی ان فوجیوں کی کمان فلاسکی کے ہاتھ میں تھی اور وہ ہیلی کاپٹر میں بیٹھا ہوا انہیں کنٹرول کر رہا تھا۔ ان کے لئے سوائے ہتھیار پھینک دینے کے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ میکن تو شاید اس وقت اسی خیال میں تھا لیکن رامبو کے ارادے کچھ اور تھے۔

"میکن۔ اگر ہم کسی طرح اس سامنے والے خندق میں پہنچ جائیں تو بچ نکلنے کے امکانات ہو سکتے ہیں۔" رامبو نے کہا۔

"لیکن وہ خندق یہاں سے کم از کم دس گز کے فاصلے پر ہے۔" میکن مایوسی سے بولا: "اس سے پہلے کہ ہم اس خندق تک پہنچیں سینکڑوں گولیاں ہمیں چھلنی کر دیں گی۔"

ابھی وہ دونوں اسی کشمکش میں تھے کہ اس میدان میں فلاسکی کی آواز گونج اٹھی۔ وہ ان دونوں کو ہتھیار پھینک دینے کا حکم دے رہا تھا "تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم دونوں خود کو ہمارے حوالے کر دو۔"

فلاسکی کی آواز گونج رہی تھی۔

فلاسکی رامبو کو زندہ گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ وہ خود ایک تربیت یافتہ شخص تھا اس نے کئی جنگیں لڑی تھیں شجاعت اور حوصلوں کے کئی کارنامے دیکھے تھے لیکن یہ امریکی اس کے لئے حیرت کی مثال بنا ہوا تھا اس نے ایسی بہادری اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اس لئے وہ رامبو کو زندہ گرفتار کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کے بے شمار کارناموں میں ایک اور شاندار کارنامے کا اضافہ ہو سکے۔

رامبو اور میکن خاموش رہے انہوں نے فلاسکی کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی فلاسکی نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور ان دونوں کے آس پاس گولیاں برسنے لگیں یہ گولیاں انہیں نقصان پہنچانے کے لئے نہیں بلکہ انہیں خوفزدہ کرنے کے لئے برسائی جا رہی تھیں وہ گولیاں ان دونوں کے قدموں کے پاس دھول اڑانے لگیں۔

اس کے باوجود ان دونوں نے ہتھیار نہیں ڈالے تھے ان کے حوصلوں میں کوئی کمی نہیں آئی تھی بہت ممکن تھا کہ میکن اگر تنہا ہوتا تو شاید خود کو دشمنوں کے حوالے کر چکا ہوتا لیکن رامبو کی موجودگی اور اس کے حوصلے نے اسے بھی پرعزم بنا رکھا تھا فلاسکی نے ان دونوں کو کئی بار ہتھیار پھینک دینے کا فرمان جاری کیا۔

"ان کے ہاتھوں قید ہونے سے بہتر ہے کہ ہم یہیں مر جائیں" رامبو نے دانت پیس کر کہا۔

اس نے اپنی اسٹین گن آخری معرکے کے لئے اٹھا لی تھی۔ اس کے تیور اس کے ارادوں کا پتہ دے رہے تھے قریب تھا کہ اس کی انگلیاں ٹریگر پر متحرک ہو جاتیں کہ اسی وقت وہ وادی گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج اٹھی یہ آوازیں اچانک پیدا ہوئی تھیں مجاہدین کے ایک دستے نے ان فوجیوں پر حملہ کر دیا تھا۔

انہیں زندہ رہنے کی مہلت مل گئی تھی روسیوں کی توجہ آنے والے مجاہدین کی طرف ہو گئی تھی۔

رامبو نے میکن کو اشارہ کیا اور دونوں گولیوں کی بارش کرتے ہوئے خندق میں کود گئے۔

یہ ایسی دلیری کا مظاہرہ تھا جو صرف رامبو جیسے آدمی کے مزاج سے مطابقت رکھتا تھا اس نے دلیری کی انتہا کر دی تھی وہ مہلت بھی طویل نہیں تھی بس ذرا سی دیر کی بات تھی صرف ایک لمحہ اور اس نے اس لمحے سے فائدہ اٹھا لیا تھا اس سے پہلے کہ روسی دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہو سکتے وہ میکن کے ساتھ خندق میں چھلانگ لگا چکا تھا۔

مجاہدین کا یہ حملہ بہت ہی برق رفتار ثابت ہوا تھا۔

انہوں نے روسیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا ان کی رائفلیں گولیاں برسا رہی تھیں روسی گر رہے تھے لیکن جب روسیوں نے پلٹ کر جوابی حملہ کیا تو مجاہدین کے گھوڑے اپنے سواروں کے بوجھ سے خالی ہونے لگے روسیوں کے ٹینک اور ہیلی کاپٹر سے برستی ہوئی گولیاں ان کے لئے موت کا پیغام بن رہی تھی۔ مجاہدین مر رہے تھے لیکن ان کے حوصلے میں کمی نہیں آئی تھی۔ وہ پیچھے ہٹنے کے بجائے بڑھتے چلے آ رہے تھے پھر ایک وقت ایسا آیا کہ دونوں حریف ایک دوسرے سے الجھ پڑے دست بہ دست لڑائی ہونے لگی۔ وہ وادی قیامت کا منظر پیش کرنے لگی تھی۔ برستی ہوئی گولیاں، مرتے ہوئے لوگوں کی آخری آوازیں گھوڑوں کے قدموں سے اٹھتی ہوئی دھول۔

رامبو خندق میں چھپا ہوا یہ تباہ کن جنگ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا پھر اس نے خود بھی اس جنگ میں کود پڑنے کا ارادہ کر لیا۔ خندق کے قریب ایک ایسا گھوڑا کھڑا تھا جس کا سوار گولی کھا کر کہیں گر چکا تھا۔ رامبو اچھل کر اس خندق سے باہر آیا اور جست لگا کر اس گھوڑے کی پشت پر سوار ہو گیا وہ اب خود جنگ کے میدان میں تھا۔

یہ جنگ ان تمام معرکوں سے زیادہ شدید تھی جن میں رامبو نے اب تک شرکت کی تھی۔ اس نے دیکھا تھا کہ اسلحہ کی مقدار دونوں طرف برابر

ہوا کرتے ہے لیکن یہاں معاملہ کچھ اور تھا۔ مجاہدین کے پاس پرانی طرز کی رائفلیں تھیں۔ پٹرول بم تھے۔ جبکہ روسیوں کے پاس ایسے جدید اسلحے تھے مگر کی بے مثال کارکردگی اس جنگ میں اپنے جوہر دکھا رہی تھی۔

ایک روسی فوجی دوڑتا ہوا رامبو کے پاس آگیا لیکن رامبو نے اس پر گولیاں پھونک دی تھیں۔ اس نے یہ دیکھ لیا تھا کہ مجاہدین کو سب سے زیادہ نقصان ٹینک اور ہیلی کاپٹر سے ہو رہا تھا۔ یہ دونوں موت کے ہرکاروں کی طرح مجاہدین پر موت تقسیم کرتے پھر رہے تھے۔ اور مجاہدین کی اور انہی تھا کے لئے ان کی خاموشی مزدوری تھی۔

وہ ٹینک رامبو سے کچھ فاصلے پر آگ کی بارش کئے جا رہا تھا اچانک رامبو کی نگاہ ایک مجاہد کی طرف گئی جس کے ایک ہاتھ میں ایک پٹرول بم دبا ہوا تھا۔ اس نے اپنا گھوڑا اس مجاہد کے قریب لاکر اس کے ہاتھ سے وہ پٹرول بم اچک لیا اور گھوڑے کو ٹینک کی طرف دوڑا دیا۔ یہ ایک مرعوب کن اور عجیب منظر تھا۔

رامبو طوفانی رفتار سے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا۔ اس ٹینک کی طرف لے جا رہا تھا جس نے اب تک نہ جانے کتنے آدمیوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔ مجاہدین اس کے سامنے آتے اور وہ ان پر آگ اور بارود کی بارش کر دیتا۔ اس کے سامنے آنے والے کائی کی طرح چھٹ جاتے۔

رامبو نے کوشش یہ کی تھی کہ وہ ٹینک کے سامنے نہ آئے وہ اس کی پشت پر پہنچنا چاہتا تھا۔ اس کے منصوبے کی کامیابی اسی میں تھی کہ وہ اس کی پشت پر پہنچ جائے اس کے چاروں طرف گولیاں برس رہی تھیں چھینیں تھیں آگ تھی موت کا رقص جاری تھا لیکن وہ ان کے درمیان سے گھوڑا دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ بالآخر وہ ٹینک کی پشت پر پہنچ ہی گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے ایک ہاتھ سے گھوڑے کی لگام پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے پٹرول بم ٹینک کی طرف اچھال دیا۔ ایک دھماکے کے ساتھ ٹینک کے پچھلے حصے میں آگ لگ چکی تھی۔

ٹینک میں موجود فوجی گھبرا کر ٹینک سے باہر نکل آئے۔ لیکن رامبو ان کے استقبال کے لئے تیار تھا۔ اس نے ان پر گولیاں برسا دیں۔ پھر اس نے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا۔ ہیلی کاپٹر بہت نیچی پرواز کر رہا تھا۔ اس نے گھوڑا وہیں چھوڑا اور خود ٹینک میں اتر گیا جو روسی فوجیوں کے نکل جانے کی وجہ سے خالی ہو چکا تھا۔

اس نے ایک کامیابی حاصل کرلی تھی۔ مجاہدین پر موت برسانے والی ایک چیز اس کے قبضے میں آ چکی تھی۔ اب ہیلی کاپٹر رہ گیا تھا۔ اس نے ٹینک کے خلا سے جھانک کر دیکھا ہیلی کاپٹر ابھی تک نیچی پرواز کر کے گولیاں برسائے جا رہا تھا۔ اس نے ٹینک کو ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑا دیا۔ وہ ٹینک کسی بدمست ہاتھی کی طرح ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے پچھلے حصے میں آگ لگی ہوئی تھی لیکن وہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا

جا رہا تھا۔ فلاسکی نے بھی اس ٹینک کو ہیلی کاپٹر کی طرف آتے ہوئے دیکھ لیا تھا لیکن اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس ٹینک میں اس کے آدمی نہیں بلکہ اس میں وہ امریکی موجود ہے جسے وہ زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہے۔ ہیلی کاپٹر اور ٹینک ایک دوسرے کے قریب آتے گئے فلاسکی کو اطمینان تھا کہ اسی لئے اس نے ہیلی کاپٹر کو ٹینک کے راستے سے ہٹانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

پھر وہ دونوں جب ایک دوسرے کے بالکل قریب آگئے تو اس وقت فلاسکی بوکھلا اٹھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو اونچا اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن اس سے بہت دیر ہو چکی تھی۔ رامبو نے ٹینک کی نال ہیلی کاپٹر کے ونڈ اسکرین میں گھسیڑ دی۔ ایک دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑ گئے۔ رامبو نے یہ دوسری کامیابی بھی حاصل کرلی تھی۔

مجاہدین پر آگ اور بارود برسانے والی دونوں چیزیں ختم ہو چکی تھیں۔ صرف روسی سپاہی رہ گئے تھے جو اب مجاہدین کے ہاتھوں مارے جا رہے تھے یہ جنگ مجاہدین نے جیت لی تھی۔

رامبو کو بہت پیار اور احترام سے رخصت کیا گیا۔

رخصت کرنے والوں میں غلام بھی تھا اور گلزار بھی ان کی آنکھیں اس نوجوان کے احترام میں بھیگی ہوئی تھیں جو ان کی جنگ لڑا تھا اور جس نے ان کے آدمیوں کو قید سے رہائی دلوائی تھی رامبو کی واپسی کے لئے ایک نئی جیپ کا بندوبست کر دیا گیا تھا۔ موسی خنی کو یہ تاکید کر دی گئی تھی کہ وہ اس مہمان کو احترام کے ساتھ سرحد پار پہنچا دے۔

رامبو اور میکین نے سفر شروع کر دیا۔ اس وقت وہ علاقہ خاموش تھا۔ کسی طرف سے گولیاں چلنے کی آوازیں نہیں آ رہی تھیں۔ لیکن رامبو کو معلوم تھا کہ یہ خاموشی یہ سکون عارضی ہے ان لوگوں کے لئے جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ جنگ کسی بھی قوم کے لئے اس وقت تک ختم نہیں ہوتی جب تک انہیں یہ یقین نہ دلا دیا جائے کہ ان کی آزادی کو پامال نہیں کیا جائے گا۔ لیکن جب تک اس دنیا میں اسلحہ کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں نت نئی ایجادات ہوتی رہیں گی اس وقت تک جنگ نہیں ختم ہوگی۔ افغانستان میں نہ سہی کہیں اور سہی یہ سلسلہ ختم ہونے والا نہیں ہے انسان کو ابھی اور تباہیاں دیکھنی ہیں۔

محمد سجاد بھٹی، ناصر محمود، یاسر حسنین